رجسٹرڈ سی ۳۷۸

رسالہ

اصلاح

یہ رسالہ سنی شیعہ نیچری وہابی سب کے لئے ہے

نمبر ۴ بابت ماہ ربیع الثانی ۱۳۲۷ھ جلد ۱۲

مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن سے شایع کیا گیا

مظفری یتیم خانہ فنڈ ۔ جناب منشی محب الحسن صاحب پوسٹ ماسٹر نواب گنج گونڈہ جناب مرزا دوست محمد صاحب

حیدرآباد دکن ۵ جناب میر حامد علی صاحب رئیس الہ آباد بشکرانہ تحفظ نور چشم محمد عسکری سلمہ

میزان للعہ میزان سابق ... میزان کل ...

اصلاح فنڈ ۔ جناب منشی غازی الدین صاحب شاہجہانپور ۲ ۔ یہان بجز شکریہ مین کیا عرض کر سکتا ہون ضرورت ہے اصلاح پرنٹنگ کمپنی کی طرف توجہ کی ۔

قومی عطیہ ۔ حافظ علی حسنین صاحب بکھریا ضلع بستی سے اطلاع دیتے ہین کہ جناب سید امیر کاظم صاحب وعذیر ناظم صاحب روسا نگینہ ضلع بجنور معہ دیگر مومنین و جناب شاہ صفدر حسین صاحب محرر ... ضلع ... وجناب حکیم حاجی حمزہ علی صاحب رئیس چندوسی وجناب سید انور علی صاحب کلرک رجسٹرار علیگڈہ نے بطور امداد عنایت فرمایا ۔ حافظ صاحب ایک حافظ اور قومی امداد کے خواہان ہین کہ پھر مطمئن ہوجائین ۔ مراسلات بنام ممدوح ہونی چاہئے ۔

مدرسہ احسن المدارس شکارپور ضلع بلند شہر سے جناب سید اعجاز حسین صاحب وکیل اطلاع دیتے ہین کہ حافظ سید حامد حسین صاحب نابینا نے قرآن مجید پورا حفظ کیا ۲ صفر کو جلسہ دستاربندی و تقسیم انعام طلبا منعقد ہوا اور سے سند حفظ دی گئی جزاکم اللہ خیرا مومنین سے امید ہے کہ کچھ قومی انعام عطا فرمائینگے مراسلات بنام وکیل صاحب ہونا چاہئے ۔

امام باڑہ مئو ضلع اعظم گڈہ ۔ جناب ملک سید علی جعفر صاحب لکھتے ہین اس قصبہ مین صرف سنی جولاہون کی آبادی ہے جنکی تعداد دس ہزار سے زیادہ ہے اور اکثر وہابی ہین جنکو امام باڑہ چوک سے جو عداوت ہے ظاہر ہے بزرگان کیف کا قدیم سے ایک امام باڑہ ہے جسکے ایک جزو زمین کے متعلق عرصہ تک مقدمات دیوانی قائم رہے اور الحمد للہ کہ عدالت عالیہ ہائیکورٹ الہ آباد سے ۷ دسمبر کو دخل باضابطہ حاصل ہوا ۔ مقدمات کی زیر باری سے اب اتنی مقدرت نہین رہی کہ امام باڑہ کی مرمت ہو سکے تخمیناً چالیس پچاس روپیہ مین اسکی تعمیر بہ آسانی ممکن ہے اگر مومنین توجہ کرین تو اس کوفشانی مین امام مظلوم کی یادگار قائم رہ سکتی ہے ارباب ہمت سے امید توجہ ہے ۔

ضرورت ۔ جناب محمد فوجدار خان صاحب مدرس مدرسہ جمالی ضلع شاہ پور ۔ تحفہ اثنا عشریہ کا جواب ایک متلاشی حق کے لئے طلب فرماتے ہین کیونکہ ایک شخص ذی علم اہل سنت سے تحفہ دیکھ رہا ہے اوسکے جواب کا خواہان ہے وہ دین حق کا متلاشی ہے اگر ارباب ہمت سے کوئی صاحب عنایت فرمائین تو عند اللہ ماجور ہونگے ۔

اصلاح ۔ مگر مشکل یہ ہے کہ تحفہ کا جواب ایک کتاب مین نہین ہے اوسکے بارہ باب ہین ہر باب کا جواب علحدہ علحدہ دیا گیا ہے جنمین بہت سی کتابین لکھی گئی ہین مثلاً پہلے باب اول کا جواب تنزیہ اثنا عشریہ جلد اول مین ہے اور نیز **سیف ناصری** مین اور نیز **صارم تبار** مین یہ دونو کتابین چھپی نہین ۔ اسیطرح تحفہ امامت مین کئی کتابین ہین **عبقات الانوار** کی تیس جلدین ہین جنمین اکثر غیر مطبوع ہین ۔ مطاعن کا جواب تشئید المطاعن مین ہے جو چار جلدون مین ہے اور یہ کتاب بلکہ نایاب ہے ۔ باایں ہمہ جب برادران ایمانی سے ممکن ہو اسمین کوشش کرین ۔

(ادیٹر)

روانہ کروں مگر قوم کی ناتوجہی سے اس ارادہ کو بھی ملتوی کرنا پڑا کیونکہ پہلے رسالہ میں تقریباً دو سو روپیہ خرچ ہوا علاوہ
محصول ڈاک اور اسیقدر یا زیادہ دوسرے انعام میں صرف ہوگا حالانکہ دفتر اصلاح آج تین سال سے دو ہزار روپیہ
سے زیادہ کا مقروض ہے۔

(۷) اصلاح پرنٹنگ کمپنی کے متعلق بھی جسقدر عرض کرنا تھا اسے میں لکھ چکا ہوں اوس تحریر کا نتیجہ اس رسید سے ظاہر
ہے جو اس نمبر میں شائع کی جاتی ہے۔ اس نمبر سے تنقید بخاری پھر شروع کیجاتی ہے۔ اصلاح جلد ۱۱ کے [illegible] تک
پہلے اسکا سلسلہ چلا تھا صفحہ ۱۴ تک وس نمبر میں شائع ہوا۔ اب صفحہ ۱۵ سے دوبارہ اسکا سلسلہ شروع کیا
جاتا ہے۔ اسیکے ساتھ ایک نیا رسالہ الارادہ بھی شائع کیا جاتا ہے اوسکے صفحات بھی علحدہ ہونگے جسے آپ بصورت کتاب
علحدہ کر سکتے ہیں۔

(۸) یہاں پر اخبار اثنا عشری کے ذکر خیر پر مجبور ہوں کیونکہ یہی ایک شیعوں کا ہفتہ وار اخبار تھا جو اس عزت کا
ضامن تھا کہ شیعہ بھی ایک زندہ قوم ہے جسمیں اخبار اثنا عشری ہفتہ وار دہلی سے شائع ہوتا ہے۔ مگر ہماری بے حسی
نے بتا دیا کہ جو قوم مردہ ہو چکی وہ صرف زبانی جمع خرچ سے کبھی زندہ کہلا سکتی ہے۔ دیکھو آخر اثنا عشری کا کیا حشر ہوا
ہفتہ وار سے پندرہ روزہ ہو گیا۔ اصلاح پندرہ روزہ ہو کر پھر ماہانہ ہو گیا۔ الحکم گوہر شہوار مذکرہ معالم
ملک عدم کو سدھارے۔ اثنا عشری۔ اصلاح شیعہ المعارف دم توڑ رہے ہیں۔ حالانکہ اثنا عشری کا سالانہ
چندہ کل (سے) ہے۔

(۹) برخلاف اسکے مخالفین کے اخبار وہ ترقی کر رہے ہیں کہ روزانہ ہفتہ وار ماہانہ ہر روز نئے نکل رہے ہیں اور
اس آب وتاب سے اس شان سے کہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے اور قدرت خدا یاد آتی ہے کہ باطل میں کسقدر قوت ہے

(۱۰) آخر میں ہم اہلحدیث کو مبارکباد دیتے ہیں کہ آپنے جسکے مرگ کی خبر شائع کی تھی۔ اور آپکے مذہب میں جاندار
بھی تھا کہ اسکا تصویر بنانا آپکے مذہب میں ناجائز ہے اور شرک و بت پرستی وہ اخبار پھر زندہ ہوا اور دو نمبر
اوسکے شائع ہو چکے۔ شاید آپکو نام اوسکا بھول گیا ہو لہذا بتائے دیتا ہوں وہ اخبار اہلحدیث امرتسر
جسنے پہلے صحیح بخاری کی بیماری پر ہائے اور واویلا کی نہیں شروع کر دی جسطرح اصلاح کے ذریعہ اوسکی
موت آپکو معلوم ہوئی تھی نمبر اصلاح ہی کے ذریعہ سے یہ خوشخبری بھی سن لیجئے کہ ۱ھ سے تمہ زندہ
ہے جو آپکی بغل سے نکل رہا ہے۔ مگر ابھی تک آپکو اوسکے وجود کی خبر نہ ہوئی۔ تعجب ہے ؟

حرمۃ الخمر

گذشتہ سے پیوستہ

بہرحال جب عمر صاحب نے یہ استدلال سنا قال عمر خطأت التاویل انک ان اتقیت اللہ اجتنبت ما حرم علیک ثم اقبل عمر علی الناس فقال ما ترو فی جلد قدامہ فقالوا ما نری ان تجلدہ ما کان مریضاً
یعنی عمر نے کہا تو نے تاویل مین خطا کی اگر خدا سے خوف کرتا تو اوسکے محرمات سے پرہیز کرتا پھر لوگونکی طرف متوجہ ہوئے کہ تملوگونکی کیا راے ہے سبنے کہا کہ جب تک کہ وہ بیمار ہے حد نہین جاری کرسکتے
دیکھئے اسمین بھی حضرت عمر نے اوسکی عزت افزائی کی کہ مجتہد کا خطاب دیا کہ کہا تو نے تاویل مین خطا کی جس سے وہ مستحق ایک اجر کا قرار پایا کیونکہ مسلمات اہلسنت سے ہے مجتہد اگر صواب کرے تو اوسکو دو اجر ملینگے اور اگر خطا کریگا تو ایک اجر۔
اسی لئے شاید عمر صاحب نے پھر صحابہ سے مشورہ لیا کہ شاید کسی مقدس صحابی کا ذہن لڑجاے اور یہ عذر قانونی نکالے کہ یہ تو خطا فی الاجتہاد ہے اسپر حد کیونکر جاری کرسکتے ہو۔
مگر ہائے کہاں تھے حضرت ابوبکر جو خالد بن ولید کی طرفداری مین اس دفعہ کے موجد ہوچکے تھے کہ جب وہ مالک بن نویرہ کو قتل کرکے آیا ہے اور عمر صاحب نے قصاص کا مطالبہ کیا ہے کہ اسنے ایک مسلمان کو مارا اور اوسکی زوجہ سے اوسی شبکو زنا کیا لہذا یا تو قتل کرو یا سنگسار یا معزول۔ تو ابوبکر صاحب نے یہی عذر کیا تاول فاخطا تاویل کی مگر خطا کی اسی اصول پر خلیفہ دوم نے بھی کہا اخطات التاویل کہ شاید وہی قانون یہان بھی نافذ ہو۔ اسلئے صحابہ سے مشورہ طلب ہوئے۔ ورنہ بعد ثبوت جرم مشورہ کیسا؟ اور اسمین تاویل خطا فی الاجتہاد کیسی وہ کب کا مجتہد تہا اور یہ مسئلہ کب قابل اجتہاد تہا جسمین اجتہاد کیا جاے کیا ضروریات دین مین بھی اجتہاد ہوسکتا ہے۔
ہان صحابہ چونکہ خلیفہ دوم کی ابتدا سے واقف تھے کہ وہ اسکو نہیں مانتے چنانچہ خلیفہ اول بھی اس خیال کے مخالف ہوا اور بعد حصول خلافت پہلا کام یہی کیا کہ خالد

بن ولید کو معزول کیا۔ لہذا انہوں نے اس عذر کو تو پیش کیا مگر دوسرا تاویل وہ نکالا کہ وہ بیمار ہے پھر اسپر حد کیونکر جاری ہو سکتا ہے۔

افسوس اوس زمانہ مین نہ کوئی ڈاکٹر تہا نہ محکمہ عدالت مین کوئی طبیب ملازم تھا ورنہ وہ صاف طور سے بری کرا لیتا مگر تاہم نتیجہ اسکا ضرور ہوا کہ چند روزون تک قدامہ کی حد ملتوی رہی۔

فسکت علی ذلک عمر ایاما فاصبح یوما وقد عزم علی جلده فقال لاصحابه ما ترون فی جلد قدامة قالوا ما نری ان تجلده ما کان وجعا فقال عمر لان یلقی الله تحت السیاط احب الی من ان القاه وهو فی عنقی ائتونی بسوط تام فامر عمر بقدامة فجلد۔ یعنی صحابہ کی یہ رائے سنکر عمر صاحب نے چند روز سکوت کیا اور اوسپر حد نہ جاری کی ایکروز صبح کو اوٹھے تو مصمم ارادہ کر لیا کہ آج حد جاری کرنا چاہیے۔ صحابہ سے پھر مشورہ چاہا تو اونہوں نے وہی کہا کہ جب تک بیمار ہے ہماری رای مین حد نہیں مارنا چاہیے۔ عمر صاحب نے کہا کہ اگر وہ کوڑے کی مار سے مر جاے تو یہ بہتر ہے اس سے کہ مین مر جاؤن اور یہ حد میری گردن پر رہ جاے لہذا حکم دیا کہ قدامہ پر حد جاری کی جائے اوسکے بعد قدامہ نے اپنے صاحب سلامت ترک کر دی

یہان بھی وہی سب احتمال موجود ہے کہ اگر واقعات قدامہ بیمار تہا تو اوسپر حد شرعی جاری کرنا بالکل خلاف قاعدہ تہا اور اگر بیمار نہ تھا بلکہ صحابہ اوسکی طرفداری و ہواخواہی مین یہ سب عذر تراش رہے تھے جیسا کہ واقعات مابعد سے ظاہر ہوا۔ تو پھر ایسے صحابہ کی ایمانداری پر کون ایمان لا سکتا ہے کیونکہ حدود کی اصلی غرض تو دوسرونکی تنبیہ ہے جو ان سزاؤنسے عبرت لین اور ارتکاب جرایم سے محفوظ رہین۔ جب صحابہ مجرمونکی اسدرجہ طرفداری کر رہے ہین تو پھر اونسے کیا امید ہو سکتی ہے کہ وہ احکام شرع کو ٹھیک طور سے پہونچائین۔ کیونکہ انہین صحابہ مین قدامہ بھی ہے جو مہاجرین سے ہے اور اہل بدر سے اور شاید یہی کہ آیہ قرآنی سے اوسکی حلت اور اپنی برات ثابت کر رہا ہے پھر وا اسے برحال دیگران۔

بہر حال اگرچہ قرائن سابقہ سے ہم یہ کہہ سکتے ہین کہ جارود نے کوئی دوسری ایسی کارروائی کی ہو جس سے خلیفہ کو مجبور ہونا پڑا کیونکہ باوصف مشورہ صحابہ کہ ابھی اوسپر حد نہ جاری کرنا چاہیے خلیفہ دوم کا اصرار اور مستعدی ایک شبہہ پیدا کر رہا ہے۔ مگر چونکہ اصل روایت مین اسیقدر ہے کہ

باوصف مخالفت صحابہ حضرت عمر نے قدامہ پر حد جاری کی۔ لہذا میں بھی اسکو تسلیم کرتا ہوں کہ صحابہ کہ سمجھاتے رہے اور بتاتے رہے کہ قدامہ ابھی بیمار ہے۔ بیمار پر حد نہیں جاری ہو سکتی۔ مگر خلیفہ نے نہ مانا اور حد جاری کی خواہ جائز ہو یا ناجائز کیونکہ جواز و عدم جواز میں صرف قاعدہ و بیقاعدہ گی ہی کا فرق ہے۔ قدامہ بھی کوئی معمولی شخص نہ تھا۔ خلیفہ دوم کا بہنوئی بھی ہے سالہ بھی۔ دونو طرف سے رشتہ ہے۔ فرق ہے تو اسقدر کہ وہ رعیت ہے یہ بادشاہ۔ ورنہ خاندان ایک جاہ و جلال ایک لہذا فغاضب قدامہ عمر وھجرہ قدامہ بھی انسے روٹھ گیا اور بات چیت سلام علیک کرنا چھوڑ دیا

اس سے جہاں اس صحابی جلیل القدر کی عظمت معلوم ہوئی کہ جب خلیفہ دوم نے اوسپر حد جاری کی تو اوسنے سلام کلام ترک کیا وہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ کیسا غیرت دار تھا کہ پھر اوس خلیفہ سے بات بھی چیت نہ کی جسنے حد جاری کی تھی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ انکو خارج از اسلام سمجھتا تھا کیونکہ مسلمانوں میں بنص صریح بخاری تین روز سے زیادہ ترک سلام و کلام جائز نہیں۔

یہاں چند روایتیں اس قسم کی پیش نظر آتی ہیں کہ بہت سے لوگوں نے خود رسول اللہ سے بعد ارتکاب جرم آکر عرض کیا ہے کہ یا حضرت ہمسے گناہ ہو گیا ہے حد جاری کر کے طاہر کیجئے۔ اور اسیطرح جناب امیر کی خدمت میں عرض کیا ہے جسپر آنحضرت نے حد جاری کی اور اوس محدود نے شکر خدا ادا کیا اور آنحضرات کی تعریف کی۔ مگر یہاں معاملہ ہی دوسرا ہے۔ معاذ صحابی ہیں سالے بہنوئی ہیں مگر جب حد جاری ہوتی ہے تو منہ پھلاتے ہیں بات چیت سلام و کلام ترک کرتے ہیں۔ گویا کہ بڑا قصور کیا جو اب قابل سلام نہ رہے۔

آپ اس منہ پھلولی کو ایک معمولی بات سمجھتے ہونگے مگر خلیفہ دوم کی کیا حالت ہوئی اوسی استیعاب میں ہے فغاضب قدامہ عمر فھجرہ فحج عمر و قدامہ معہ مغاضبا لہ فلما قفلا من حجہما ونزل عمر بالسقیا نام فاستیقظ من نومہ قال عجلوا علی بقدامہ وقد اتانی آت فی منامی فقال سالم قدامہ فانہ اخوک فعجلوا علی بہ فلما اتوہ ابی ان یاتی وامر بہ عمر ان ابی ان یجر الیہ فکلمہ عمر واستغفر لہ وکان ذلک اول صلحہما۔

یعنی قدامہ جو عمر سے ناراض ہوا اور سلام و کلام ترک کیا۔ تو اسکے بعد عمر اور قدامہ دونوں

حج کو لئے مگر اسیطرح کہ قدامہ اونسے ناراض تھا جب حج سے واپس آئے اور مقام سقیا میں نزول کیا تو عمر صاحب جب سو کر اوٹھے تو کہا جلد لاؤ میرے پاس قدامہ کو کہ ایک شخص نے مجھسے خواب مین کہا ہے صلح کرو قدامہ سے کہ وہ تیرا بھائی ہے جلد لاؤ۔ لوگ جب اوسکے لانیکو گئے تو اوسنے انکار کیا عمر نے حکم دیا تھا کہ اگر یون نہ آئے تو اوسکو گھسیٹ کر لانا۔ جب آیا (یا لایا گیا) تو عمر نے اوس سے بات چیت کی اور معافی چاہی۔ یہ پہلی صلح ہے ان دونون مین۔

یہ واقعہ آپکو اچھی طرح بتا رہا ہے کہ ان صحابہ کے دلمین حدود شرعی کی کیا عظمت تھی۔ اور خلیفہ دوم نے اوسکی کسقدر بے تعمیل کی۔ کیونکہ ابتدائی حال مین دیکھ چکے ہین خلیفہ دوم کسطرح اس جرم کو بچانا چاہتے تھے۔ مگر جارود رئیس بحرین ہی سا شخص تھا جسنے اسپر حد جاری کرایا ورنہ نہ معلوم وہ کیا آفت بپا کر دیتا۔ اب اگر یہ لوگ سچے مسلمان ہوتے تو قدامہ خلیفہ دوم سے ناراض کیون ہوتا وہ تو جانتا تھا یہ حکم خدا ہے جس سے کوئی بچ نہیں سکتا۔ پھر اسپر ناراضی اور خفگی کیسی اس سے تو اسکی ایمانداری ظاہر ہو گئی۔

پھر خلیفہ دوم کو کیا پڑی تھی جو اوس سے طالب صلح ہوئے۔ آخر صلح کیسی۔ حکم خدا جاری کیا تھا کچھ اپنا ذاتی معاملہ تو نہ تھا۔ مگر ہائے قرابت کا اثر خون کا جوش کب روکنے دیتا تھا۔ آخر اوس شرابی سے صلح کی اور معافی بھی چاہی۔ اس سے بڑھکر کثرت رواج شرابخواری کا دوسرا ذریعہ کیا ہو سکتا ہے کیا وہ عرب جنکی گھٹی مین شراب پڑی تھی۔ کیا وہ صحابہ جو نزول آیات قرآنی دیکھتے تھے اور پھر شراب نہ چھوڑتے تھے۔ اس واقعہ سے اونکی جرات نہ بڑھ گئی ہوگی اور اونہون نے اسکو بالکل حلال نہ بنا لیا ہوگا۔

ہم انشاء اللہ آیندہ چلکر کچھ تفصیل سے اور صحابہ کی شرابخواری کا حال لکھینگے جس مین حضرت ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ طلحہ۔ زبیر سب ایک میخانہ مین نظر آئینگے۔ مگر یہان ایک نظیر دوسری اسی واقعہ کی لکھتا ہون جس سے معلوم ہو کہ خلیفہ دوم نے اس جرم کے مٹانے اور بے اثر بنانے مین کیسی کوشش کی ہے۔

اس واقعہ کو شاہ ولی اللہ صاحب نے اون وقایع مین لکھا ہے جس سے یہ ثابت کیا ہے کہ خلیفہ دوم بھی مثل رسول اللہ امت کی تعلیم و تربیت مین کوشان تھے چنانچہ لکھتے ہیں المحب

الطبری عن المسور بن مخرمہ قال کنا نلزم عمر نتعلم منہ الورع الغزالی سال عمر عن اخ کان اخاہ فخرج الی الشام فسال عنہ بعض من قدم علیہ فقال ما فعل اخی فقال ذلک اخ الشیطان قال لہ قال انہ قارف الکبائر حتی وقع فی الخمر فقال اذا اردت الخروج فاذنی فکتب الیہ عند خروجہ بسم اللہ الرحمن الرحیم تنزیل الکتاب من اللہ العزیز العلیم غافر الذنب وقابل التوب الآیہ ثم عاتبہ تحت ذلک وعذلہ فلما قرء الکتاب بکی وقال صدق اللہ ونصح عمر فتاب

وسرفع صفحہ ۱۸۴ مقصد دوم

مسور بن مخرمہ بیان کرتے ہین کہ ہم لوگ ہمہ وقت عمر کے ساتھ رہتے تھے کہ ورع حاصل کرین امام غزالی روایت کرتے ہین کہ عمر کا ایک دوست تھا جس سے صیغہ مواخاۃ پڑہا تہا (بہائی چارہ تہا) وہ مدینہ سے طرف شام کے چلا گیا۔ ایک شخص جو شام سے آیا تو عمر نے پوچھا ہمارے بہائی کیا کرتے ہین اوسنے کہا۔ وہ تو شیطان کا بہائی ہے (کیا خوب لطیفہ ہے) عمر نے کہا چپ رہ اوسنے کہا وہ تو بہت سے کبائر کا مرتکب ہوا۔ یہانتک کہ مبتلائے شرب خمر ہوا۔ عمر نے کہا اچھا جب جانے لگنا تو ہمکو خبر کرنا۔ چنانچہ جب جانے لگا تو عمر نے ایک خط لکہا جسمین پہلے آیہ تنزیل الکتاب کو لکہا پہر نصیحت کی اور شراب پینے پر ملامت کی۔ اوس شخص نے جب یہ خط پڑہا تو کہا سچ کہا خدا نے اور نصیحت کی عمر نے اسکے بعد اوسنے توبہ کیا اور اس فعل سے باز آیا۔

دیکھیے یہ مقدمہ بالکل صاف ہے عمر صاحب کو ایک صحابی (کیونکہ اوس زمانہ مین جو تہا صحابی تہا) خبر دیتا ہے کہ تم اپنا بہائی کہتے ہو۔ وہ شیطان کا بہائی ہے جسمین ایک تلمیح لطیف ہے۔ وہ اسقدر مبتلائے کبائر ہے کہ نوبت شرب خمر پہونچی۔ مگر خلیفہ نے نہ اوسکی تحقیقات کی نہ اوسپر حد جاری کیا بلکہ ایک خط لکھ بہیجا تو جب اس اخوت کا یہ اثر ہوا کہ خلیفہ نے اوسکی طرف مطلق توجہ نہ کی۔ تو کیا کوئی کہسکتا ہے اگر جارود نہ کوشش کرتا تو کسی طرح قدامہ پہ حد جاری ہوتی ؟ ہرگز نہین۔ کیونکہ اگر یہ خلیفہ عادل ہوتے احکام شریعت کے پابند ہوتے تو جہان یہ خبر سنی تہی وہان فوراً تحقیقات پر آمادہ ہوتے مگر جو شخص خود دلہ ابہوار ہو وہ کب چاہیگا ایسے مقدمات قایم ہون۔ ہو ہا اوسکی تحقیقات کرنی پڑے کہ پہر بہت سے اسرار سربستہ کہلین۔

معلوم ہوتا ہے خلیفہ دوم کی اخوت مین بھی کوئی خاص تاثیر تھی کیونکہ قدامہ کی اخوت کے بارہین تو اونہین الہام بھی ہو اتفاقانہ اخوت اور یہان تو تصریح ہے عن اخ کان اخاہ اسی لئے شاید دونو شرابخوار نکلے۔ فرق ہے تو اسقدر۔ وہان جارود اور ابوہریرہ آمادہ ہوگئے لہذا قدامہ پر حد جاری ہوئی۔ اور یہان کوئی ذی وجاہت شخص گدگرنیوالا نہ تھا اسلئے بالکل بچ گیا اور پوچھ گچھ بھی نہوئی۔

کہان تو خداوند عالم کے وہ احکام کہ مکرر آئتین حرمت خمر مین نازل کین۔ اور رسول اللہ کی وہ کوشش کہ جب خود حضرت عمر کو سنا کہ شراب پی کر حالت نشہ مین گشتگان بدر پر نوحہ کر رہے ہین تو بکمال غیظ وغضب وہان تشریف لیگئے اور اوس چیز سے جو آپکے ہاتھہ مین تھی اونکو جا کر مارا کہ آخر زبانی توبہ کیا۔ اور عمر صاحب کی یہ حالت کہ اپنے بہائی کے ارتکاب کبائر کی خبر سن رہے ہین۔ شرابخواری کی خبر مل رہی ہے مگر کوئی فکر نہین۔ پھر ہمارے اسلام مین شرابخواری کو کیون نہ رواج ہو۔ کیونکہ چشم بد ورجدہر نظر جاتی ہے شراب ہی شراب نظر آتی ہے۔

مگر سب سے عجیب وغریب واقعہ خلیفہ دوم کے صاحبزادہ ابوشحمہ کی شرابخواری کا ہے کیونکہ یہ عام قاعدہ ہے اولاد زیادہ تر وہی عادات وخصال سیکھتے ہین جو بزرگون مین دیکھتے ہین اسیواسطے الولد سر لابیہ مشہور ہے۔ بیٹا وہی قدم بقدم ہو جو باپ کے۔

لہذا معلوم ہوا کہ خود خلیفہ دوم نے اس جرم کو کبھی جرم عظیم نہین سمجھا تھا بلکہ نہایت سہل انگاری سے کام لیتے۔ اسیوجہ سے اس عادت قبیحہ نے نہ خود مسلمانون مین سرایت کی بلکہ اونکی اولاد واخبار بھی اسکو جرم نہین سمجھتے۔

چنانچہ اس خیال تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ مستدرک امام حاکم مین ہے عن سالم بن عبد اللہ بن عمر عن ابیہ ان ابا بکر الصدیق وعمر بن الخطاب رض وناسا من اصحاب رسول اللہ صلعم جلسوا بعد وفات رسول اللہ صلعم فذکروا اعظم الکبائر فلم یکن عندہم فیہا علم ینتھون الیہ فارسلونی الی عبد اللہ بن عمرو اسائلہ عن ذلک فاخبرنی ان اعظم الکبائر شرب الخمر فاخبرتہم

(باقی آیندہ)

الآل والاصحاب

سلسلہ کیلئے صفحہ ۲۰ جلد ۱۲ ملاحظہ ہو

کیا یہاں بھی آیات قرآنی کی طرح یہ تاویل کیجائیگی کہ یہ سب کلمات تو منافقین کیلئے ہیں
کیا اہلسنت اسکا اقرار کرینگے کہ مہاجرین میں بھی منافق تھے۔

اگر آپکو یہ خیال ہو کہ خلیفہ دوم ایک بد مزاج شخص تھے جس سے صحابہ نے اونکو اغلظ و افظ کا
خطاب دیا تھا اور خلیفہ سوم کم عقل تھے جس سے بہ لقب نعثل ملقب ہوئے تو اب میں خود
خلیفہ اول کے چند فقرات یہاں لکھتا ہوں جس سے اون صحابہ کے پورے حالات معلوم ہوں
دیکھئے یہ کلام اوسوقت کا ہے کہ جب خلیفہ اول کی رحلت کا وقت قریب آگیا ہو اوسوقت
عبدالرحمن بن عوف آئے ہیں مزاج پرسی کو رہے ہیں قال ابوبکر واللہ انی لشدید
الوجع ولما القی منکم یا معشر المہاجرین اشد علی من وجعی انی ولیت امرکم
ولست خیرکم فی نفسی فکلکم ورم انفہ ان یکون لہ ذلک الامر لہ و
ذلک لما رایتم الدنیا قد اقبلت ص ۳ کتاب الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبہ
کہا ابوبکر نے قسم خدا کی میں سخت بیمار ہوں اور جو باتیں تم مہاجرین کی ہمکو پہونچتی
ہیں وہ بیماری سے بہی زیادہ ہے۔ ہم تمہارے حاکم بنے حالانکہ ہم کسی سے افضل نہ تھے
مگر تم سب کی ناکیں مارے غصہ کے پہول گئیں اس ارادہ سے کہ وہ خلیفہ ہوتا اور یہ
اسوجہ سے کہ دیکھا تم لوگوں نے کہ دنیا نے رخ کیا ہے۔

اب اس سے بڑہکر صحابہ کے دنیادار۔ غدار ہونے کی دلیل اور کیا چاہتے ہو کہ خود
خلفائے ثلثہ ان لوگوں کو عموماً اور مہاجرین کو خصوصاً ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں تو
اب کون مسلمان انلوگوں کو قابل اقتدا اور لائق پیشوائی جان سکتا ہے۔

اور کیونکر جناب امام حسنین انپر اعتماد کرکے مدینہ میں رہ سکتے تھے جب دیکھ چکے کہ عہد
رسول اللہ ص سے اسوقت تک انکا کام یہی رہا کہ جہانتک ہو سکے باطل کی مدد کریں۔
حق سے منحرف رہیں۔ ہاں جبتک دنیاوی فوائد کے حاصل ہونیکی امید تھی اوسکے ساتھ
رہے۔ اور ادہر دنیا کا رنگ بدلا اودہر یہ بھی پھر گئے۔

ان مہاجرین کو خلیفہ دوم سے کچھ اسیوقت نہین نفرت تھی جو خلیفہ نے قرب وفات مین یہ برتاؤ کیا تھا۔ بلکہ جب سے اپنا خلافت نامہ نامہ لیکر چلے ہین لوگونسے سربمہر لفافہ پر بیعت لینے

فقال له رجل ما فی الکتاب یا ابا حفص قال ما ادری ولکنی اول من سمع اطاع قال ولکنی واللہ ادری ما فیہ امرتہ عام اول وامرک العام ص۲۳ کتاب الامامۃ والسیاسۃ

یعنی ایک شخص نے پوچھا کہ اس کتاب (وصیت نامہ خلیفہ اول) مین کیا ہے اے ابوحفص (کنیت عمر) تو کہا مین نہین جانتا (یہ راستی ہے) لیکن مین پہلا وہ شخص ہون جو اس حکم کو سنے اور اطاعت کرے۔ اوس شخص نے کہا اگر تم نہین جانتے تو ہم جانتے پہلے تمنے اونکو خلیفہ بنایا اور آج انہون نے تمکو خلیفہ بنایا۔

اس سوال وجواب سے سمجھ سکتے ہو کہ اون صحابہ کے دلون مین ان خلفا کی کیا عظمت تھی اور انکی کارروائیونکو کیسا سمجھتے تھے۔

اف اف رے اونکے دلی جذبات کسطرح وہ اسرار خلافت سے واقف ہو تھے کتاب الامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبہ دینوری مین ہے وکان اھل الشام قد بلغھم مرض ابی بکر واستبطؤا الخبر فقالوا انا لنخاف ان یکون خلیفۃ رسول اللہ قد مات وولی بعدہ عمر فان کان عمر ھو الوالی فلیس لنا بصاحب وانا نری خلعہ ص۲۴

یعنی جو صحابہ کہ شام مین تھے اونکو مرض ابوبکر کی خبر معلوم ہوئی تھی پھر اوسکے بعد کچھ حال نہ معلوم ہوا تھا تو کہا ہمکو خوف ہے کہ خلیفہ رسول نے کہین انتقال نہ کیا ہو۔ اور اونکے بعد عمر نہ خلیفہ ہوئے ہون۔ اگر ایسا ہوا تو عمر ہمارے خلیفہ نہین ہین اور ہم اونکو خلع کرنا چاہتے ہین۔

اس سے آپ غور کر سکتے ہین کہ اون صحابہ نے کس بنیاد پر یہ حکم لگایا کہ اگر ابوبکر مر گئے ہین تو عمر خلیفہ ہوئے۔ اسی بنیاد پر نہ کہ جانتے تھے کہ عمر صاحب نے خلیفہ اول کی خلافت مین اسقدر کدکیون کی۔ اسی غرض سے کہ لوٹ کر خلافت پھر ہم تک آئیگی۔

ان حالات کو جو مشتے از خروار ویکے از انبار ہے دیکھکر کون کہ سکتا ہے کہ ان لوگون کا کوئی کام دینداری اور ایمانداری سے تھا پھر کیونکر ممکن تھا کہ جناب امام حسینؑ انپر اعتماد کرکے مدینہ مین قیام فرماتے اور یزید پلید سے جنگ کرتے۔

سلوک اہل مدینہ جناب امیرؑ کے ساتھ

جناب امام حسینؑ صرف انھین حالات سے ان صحابہ مہاجرین و انصار اہل مدینہ کے نہ مطلع تھے۔ جو عہد رسول اللہ مین حضرت نے خود رسول اللہ کے ساتھ انکا جس سلوک دکھایا۔ اور جناب امیرؑ و جناب سیدہ کو اس طرح رولایا بلکہ جسوقت انلوگون نے جناب امیر کی بعد حضرت عثمان بیعت کی ہے اوسوقت بھی تو اونکا یہی حال رہا کہ بیعت کر رہے ہین مگر غدر کی نیت پہلے سے ہے۔

دیکھئے جناب امیرؑ بعد خلافت چار مہینہ مدینہ مین رہے ہین جس سے آپ سمجھ سکتے ہین کہ علاوہ اون نصوص صریحہ کے جو خود رسول اللہ سے سن چکے تھے اتنے عرصہ مین وہ ایمان کو کامل کر سکتے تھے۔ مگر جب حضرت نے سفر شام و بصرہ کا قصد کیا ہے تو آپکے ساتھ کل نوسو آدمی ہوئے ہین کتاب الامامۃ والسیاسۃ مین ہے۔

ذکروا ان علیا تردد بالمدینۃ اربعۃ اشہر ینتظر جواب معویۃ وقد کتب الیہ کتابا بعد کتاب یمینہ ویعدہ ولا ثم کتابا یخوفہ ویتواعدہ فتحبس معویۃ جواب کتابۃ ثلاثۃ اشہر ثم اتاہ جوابہ علی غیرما یحب فلما اتاہ ذلک شخص من المدینۃ فی تسعمائۃ راکب من وجوہ المہاجرین والانصار من اہل السوابق مع رسول اللہ ومعہم بشر کثیر من اخلاط الناس ص ۹۱

یعنی جناب امیرؑ چار مہینہ تک جواب معویہ کے منتظر رہے جب وہانسے جواب خلاف مراد آیا تو مدینہ سے کوچ کیا اور حضرت کے ساتھ وجوہ مہاجرین و انصار سے جو خدمت اسلام مین سابق تھے۔ نوسو آدمی ساتھ ہوئے اور لوگ اخلاط ناس سے تھے۔

اس سے آپ سمجھ سکتے ہین کہ چار مہینہ مین کل نوسو مددگار حضرت کے فراہم ہوئے یہ لوگ وجوہ مہاجرین و انصار سے تھے اور صاحب سوابق اسلامیہ جنھین ایمانداری

اور دیانت داری قدیم الایام سے تھی۔

بخلاف اسکے جب حضرت عائشہ نے بمخالفت جناب امیرؑ قصد بصرہ کیا تو تاریخ کامل مین ہے ونادی منادیها ان ام المومنین وطلحة والزبیر شاخصون الی البصرة فمن اراد اعزاز الاسلام وقتال المحلین والطلب لثار عثمان ولیس له مرکب وجهاز فلیات فحملوا علی ستمائة بعیر وساروا فی الالف وقیل فی تسعمائة من اهل المدینة ولحقهم الناس فکانوا فی ثلاثة آلاف رجال صـ ۸۳ جلد ۳

یعنی عائشہ کے منادی نے ندا دی کہ ام المومنین طلحہ زبیر بصرہ جانیوالے ہین جو شخص خواہان اعزاز اسلام ہو اور قتال محلین کا طالب اور قصاص عثمان کا خواہان۔ اور اوسکے پاس سواری اور زاد راہ نہو۔ وہ آئے۔ پس ہزار آدمی اہل مدینہ سے مجتمع ہوئے اور دوسرے لوگ ملکر تین ہزار کا لشکر تیار ہوا

یہ واقعہ مکہ معظمہ کا ہے جہان چند روز مین حضرت عائشہ کے ساتھ اہل مدینہ سے ایکہزار یا نوسو کا لشکر طیار ہوا اور جناب امیرؑ کے ساتھ کل نوسو ہین۔

اب اسکی وجہ بہی سنلیجیے کہ اوسی تاریخ کامل مین ہے وقدم علیهم عبدالله بن عامر من البصرة بمال کثیر ویعلی بن امیة وهو ابن منیة من الیمن ومعه ستمائة بعیر وستمائة الف درهم۔ یعنی عبداللہ بن عامر بصرہ کا خراج لیکر آیا تہا جو مال کثیر تہا اور یعلی بن امیہ یمن سے ۶ سو اونٹ اور ۶ لاکھ درہم لایا تھا۔

جس سے آپ سمجھ سکتے ہین کہ یہ مہاجرین وانصار کیسے لالچی تھے کہ بطمع مال دنیا اونہونے نہ حق کا خیال کیا نہ باطل کا بلکہ جدہر مال دنیا دیکھا اودھر جھک پڑے پھر جناب امام حسین کیونکر انلوگون پر اعتماد کرتے اور مدینہ مین قیام فرماتے۔

یہان آپکو بے اختیار سورہ احزاب کا وہ آیہ یاد پڑیگا جو خداوند عالم انلوگونکے بارے مین فرماتا ہے ولو دخلت علیهم من اقطارها ثم سئلوا الفتنة لآتوها وما تلبثوا بها الا یسیرا کہ اگر ایسے فتنہ انگیزی کی خواہش کیجاے تو اوسمین بے دہڑک داخل ہونگے اور دیری کرینگے اسمین مگر تہوڑی۔ کیونکہ حضرت عائشہ کیساتھ جانے مین تو اونہونے یہ جلدی اور عجلت دکہائی کہ ملکی سے ساتھ ہو لیے اور جناب امیرؑ کیساتھ جانے مین یہ پس و پیش تھا کہ مین چار مہینہ مین لشکر فراہم

ثبوت یزید دوبارہ

سلسلہ کیلئے دیکھو ملاحظہ ہو

پھر لکھتے ہین وبعد قلیل اقبلت الجمال وعلیہا حریم الحسین والشہداء وھم بغیر وطاء ولا غطاء

یعنی تھوڑی دیر کے بعد اونٹ آئے جنپر الحرم امام حسینؑ اور شہیدونکے بے پردہ و فرش سوار تھے

پھر لکھتے ہین خطبہ حضرت زینبؑ مین ہے ویلکم اتدرون ای کریمۃ لہ سبیتم وای دم لہ سفکتم

حضرت زینبؑ نے خطبہ مین فرمایا وائے ہو تمپر کیا جانتے ہو کہ کس کریمہ (مخدرہ) کو تمنے قید کیا اور کس خون کو زمین پر گرایا۔

پھر خطبہ حضرت ام کلثومؑ مین ہے ویلکم قتلتم الحسین ونھبتم اموالہ وورثتموہ وسبیتم نساءہ

حضرت ام کلثوم فرماتی ہین وائے ہو تمپر کہ حسینؑ کو قتل کیا اور اونکی یاری شکی اونکا مال لوٹ لیا اور اوسکے وارث بنے اور اونکے الحرم کو قید کیا۔

پھر حالات ورود کوفہ مین لکھتے ہین ثم انھم دخلوا بالرؤس علی عبید اللہ بن زیاد وانزلوا راس الحسین من فوق الرمح ووضعوھا بین یدیہ فجعل ینکت ثنایاہ ویتکلم بکلام یغضب اللہ ثم ادخلوا السبایا علیہ ووقفوھم بین یدیہ

پھر داخل کیا سر امام حسینؑ کو عبید اللہ بن زیاد پر اور اونکا سر کو نیزہ سے اوتار کر رکھدیا سامنے اوسکے کہ وہ ملعون دندان مبارک کو چھیڑتا تھا پھر داخل کیا قیدیوں کو اوسپر اور سامنے اوسکے کھڑا کیا سبکو۔

اب ہم نہین کہہ سکتے ہین کہ ابن تیمیہ نے کس بنیاد پر اس واقعہ اسیری اہلبیت طہارت سے انکار کیا جسپر شکر خدا بجالائے۔ ہان اگر اونکا یہ مقصود ہے کہ یزید یا اوسکی فوج خارج از اسلام تھے تو بیشک وہ اسکا دعوی کر سکتے ہین کہ مسلمانون نے کسی ہاشمیہ کو نہین اسیر کیا۔ مگر اسلام یزید کے قائل ہو کر تو ایسا دعوی نہین کر سکتے

اگر ان بیانات سے بھی تسکین نہو تو آپ خود تاریخ کامل علامہ ابن اثیر جزری ملاحظہ ہو جسکے

نسبت کوئی عذر نہیں ہوسکتا لکھتے ہیں فاقام عمر بعد قتلہ یومین ثم ارتحل الی الکوفۃ وحمل معہ بنات الحسینؑ واخواتہ ومن کان معہ من الصبیان وعلی ابن الحسین مریض فاجتازوا بہم علی الحسین واصحابہ صرعی فصاح النساء ولطمن خدودھن وصاحت زینب اختہ یا محمداہ صلی علیک ملائکۃ السماء وھذا الحسین بالعراء مرمل بالدماء مقطع الاعضاء وبناتک سبایا وذریتک مقتلۃ تسفی علیہا الصبا فابکت کل عدو وصدیق

ص ۳۳ جلد ۴

یعنی بعد شہادت امام حسینؑ عمر بن سعد نے دو روز وہاں قیام کیا پھر کوفہ کی طرف کوچ کیا تو اہل حرم کو جناب امام حسینؑ کے اپنے ساتھ لیا جب اونکا گذر قتلگاہ پر ہوا تو اہل حرم نے شور نالہ وفریاد قایم کیا اور منہ اپنا پیٹ لیا حضرت زینبؑ فرماتی تہین وا محمداہ آپ پر تو ملائکہ سما نے نماز پڑہی (یا درود بہیجا) اور یہ حسینؑ ریگ گرم پر خاک وخون مین آغشتہ پڑا ہے جسکے اعضا قطع کیے گئے۔ اور آپکی بیٹیاں قیدی بنائی گئیں اور ذریت آپکی مقتول ہے جسپر صحرا کی خاک اوڑ اوڑ کر پڑتی ہے اس بین جگر خراش نے ہر دوست دشمن کو رولادیا آہ آہ حضرت زینب علیہا السلام تو یہ فریاد کرتی ہین کہ اے نانا آپکی امت جفا کار نے آپکی بیٹیوں کو قید کیا جسپر دوست دشمن سب رو رہے ہین۔ اور ابن تیمیہ اسپر الحمد للہ کہتے ہین کہ آجتک کسی بنی ہاشم کو مسلمانون نے قید نہین کیا۔ نہیں معلوم ابن تیمیہ کس بات سے یہان انکار کرینگے کیا حضرت زینبؑ وام کلثومؑ کے بنات رسول اللہ اور بنی ہاشم ہونے سے انکار کرینگے یا یزید اور اوسکی فوج کے مسلمان ہونے سے۔

پھر اوسی تاریخ کامل مین ہے فقال لہ ابو برزۃ الاسلمی اتنکت بقضیبک فی ثغر الحسینؑ اما لقد اخذ قضیبک فی ثغرہ ماخذا لربما رایت رسول اللہ یرشفہ واما انک یا یزید تجیٔ یوم القیمۃ وابن زیاد شفیعک ویجیٔ ھذا ومحمد شفیعہ ثم قام فولی فقال یزید واللہ یا حسین لو کنت انا صاحبک ما قتلتک ثم قال اتدرون من این اتی ہذا قال ابی علی خیر من ابیہ و

وفاطمة خیر من امه وجدی رسول اللہ خیر من جده و انا خیر منه و
احق بهذا الامر منه فاما قوله ابوه خیر من ابی فقد تحاج ابی والبوه الی
اللہ وعلم الناس ایهما حکم له واما قوله امی خیر من امه فلعمری فاطمة
بنت رسول اللہ خیر من امی واما قوله جدی رسول اللہ خیر من جده
فلعمری ما احد یومن باللہ والیوم الاخر یری رسول اللہ فینا عدلا ولاندا
ولکنه انما اتی من قبل فقهه ولم یقرء قل اللهم مالک الملک ثم ادخل
نساء الحسین علیه السلام والراس بین یدیه فجعل فاطمه وسکینه
ابنتا الحسین یتطاولان لینظرا الی الراس وجعل یزید یتطاول لیستر
عنهما الراس فلما رأین الراس صحن فصاح نساء یزید وولولن بنات
معویه فقالت فاطمه بنت الحسین وکانت اکبر من سکینة ابنات
رسول اللہ سبایا یا یزید فقال یا ابنة اخی انا لهذا کنت اکره قالت و
اللہ ما ترک لنا خرص فقال ما اتی الیکن اعظم مما اخذ منکن فقام رجل من
اهل الشام فقال هب لی هذه یعنی فاطمه فاخذت بثیاب اختها زینب
وکانت اکبر منها فقالت زینب کذبت ولؤمت ما ذلک لک ولا له فغضب
یزید وقال کذبت واللہ ان ذلک لی ولو شئت ان افعله لفعلته قالت کلا
واللہ ما جعل اللہ لک ذلک الا ان تخرج من ملتنا وتدین بغیر دیننا
فغضب یزید واستطار ثم قال ایای تستقبلین بهذا انما خرج من الدین ابوک
واخوک قالت زینب بدین اللہ ودین ابی واخی وجدی اهتدیت انت
وابوک وجدک قال کذبت یا عدوة اللہ قالت انت امیر تشتم ظالما
وتقهر بسلطانک فاستحی وسکت ثم اخرجن وادخلن دار یزید فلم
یبق امرأة من آل یزید الا اتتهن واقمن الماتم وسالهن عما اخذ منهن
فاضعفه لهن وکانت سکینة تقول ما رایت کافرا باللہ خیرا من یزید بن
معویه ثم امر بعلی بن الحسین فادخل مغلولا فقال لو رآنا رسول اللہ مغلولین

قضیک عنا قال صدقت وامرہ بکف علہ عنہ فقال لو رایت رسول اللہ
بعد او لاحب ان یقربنا فامر بہ فقب منہ ص ۳۵ جلد ۲

یعنی جب سر امام حسینؑ یزید کے پاس لایا گیا اور وہ لب و دندان حسینؑ کو چھیڑنے لگا تو ابو برزہ اسلمی صحابی رسول اللہ نے کہا اے یزید تو کیا اپنی چھڑی سے دندان حسینؑ کو چھیڑ رہا ہے حالانکہ خود میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ جس مقام پر تیری چھڑی پڑتی ہے یہ وہ مقام ہے کہ رسول اللہ اسکو چوسا کرتے اے یزید تو روز قیامت اسطرح آئیگا کہ ابن زیاد تیرا شفیع ہوگا اور امام حسینؑ اسطرح تشریف لائینگے کہ اونکے جد امجد محمد رسول اللہ اونکے شفیع ہونگے۔ یہ کہکر ابو برزہ اوٹھکر وہانسے چلے گئے۔

اسکے بعد یزید نے کہا کچھ جانتے ہو یہ حوصلہ انکو کیوں ہوا؟ اسوجہ سے کہ یہ کہا کرتے تھے میرے باپ حضرت علی بہتر ہیں یزید کے باپ سے اور میری ماں بہتر ہیں مادر یزید سے اور میرے جد بہتر ہیں جد یزید سے۔

پہلا قول جو درباره افضلیت حضرت علی ہے اوس سے تو سب واقف ہیں کہ حضرت علیؑ نے اور معویہ نے جنگ کرکے فیصلہ کرنا چاہا تو خدا نے کسکے حسب خواہ فیصلہ کیا (یعنی معویہ کو ملک پر تسلط ہوا) رہا فضیلت جناب فاطمہؑ پس قسم اپنے جان کی کہ حضرت فاطمہؑ اونکی ماں بہتر تھیں میری ماں سے رہا یہ قول کہ اونکے جد رسول اللہ بہتر تھے میرے جد سے پس کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو خدا و قیامت پر ایمان لایا ہو اور یہ گمان کرتا ہو کہ حضرت کا کوئی ہمسر تھا (مگر تعجب ہے حضرات اہلسنت سے جو اسکے بھی منکر ہیں کہ یہ حضرات فرزند رسول اللہ تھے جس سے معلوم ہوا کہ یزید بہتر تھا ان ہستیوں سے)

پھر یہ بات جو انکے دلمیں آئی یہ صرف سمجھ کا قصور تھا کہ اونھوں نے اس آیہ کی تلاوت نہ کی قل اللھم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء (یعنی خدا مالک ہے جسکو چاہتا ہے دیتا ہے۔ یہی عقیدہ اہلسنت ہے آجتک جس سے وہ حقیت خلافت خلفائے ثلثہ پر سند لاتے ہیں)

اسکے بعد حرم امام حسینؑ داخل کئے گئے یزید کے پاس حالانکہ سر امام حسینؑ کا یزید کے پاس رکھا ہوا تھا حضرت فاطمہؑ و سکینہؑ دختران امام حسینؑ بڑھ بڑھکر سر کو دیکھا چاہتی تھیں

کتاب الاعتذار

یہ ایک عربی مطبوعہ رسالہ ہے جسکے مصنف جناب مولوی شیخ فدا حسین صاحب مدرس دینیات علیگڈھ کالج ہین ممدوح نے یہ رسالہ بطور کھلی چٹھی بنام مولوی عبید اللہ صاحب عمادی اڈیٹر البیان لکھنؤ لکھا ہے

اس کتاب پر ریویو کرنے سے بہتر یہ ہے کہ اسکا ترجمہ اردو مین پبلک مین شایع کیا جائے کیونکہ ممدوح نے تعزیہ داری کا ثبوت عقلی اور نقلی دلیلون سے ثابت کیا ہو جس سے بہتر ممکن نہین فاضل مصنف نے اس رسالہ کو علماے اہلسنت کیخدمت مین بھی روانہ کیا تھا مگر اونہون نے وہی کیا جو حق پوشی مین اونکا ہمیشہ دستور رہا ہے ـ چنانچہ جناب مصنف اپنی تحریر مین جو بجواب دفتر اصلاح موصول ہوا تحریر فرماتے ہین ـ

دراصل کتاب الاعتذار ایک کھلی چٹھی بنام جناب مولوی عبداللہ صاحب عمادی اڈیٹر البیان بجواب انکے خط کے لکھی گئی ہے جس کی اونہون نے بہت مدح وثنا لکھکر اس پر ریویو شایع کرنیکا وعدہ کیا تھا وہ خط میرے پاس موجود ہے ـ مولوی ثناءاللہ صاحب امرتسری کو ایک نسخہ بھیج مع درخواست ریویو بھیجا انہون نے خاموشی اختیار کی صرف اسقدر لکھ بھیجا کہ مین آپکی راے سے مخالف ہون اس پر مینے وجوہ اختلاف دریافت کئے مگر بکمال ادب وخوشامد اسی وقت سے وہ خاموش ہو رہے مجھے ان حضرات اہلسنت سے سخت شکایت اس امر کی ہو کہ یہ حضرات باوصف اصرار ودرخواست جواب نہین دیتے معلوم نہین اس مین کیا مصلحت ملحوظ رکھتے ہین ـ مگر اپنی راے مین ترمیم نہین کرتے حتی کہ مینے جب دیکھا کہ امسال نواب لفٹننٹ گورنر بہادر ممالک متحدہ آگرہ واودھ نے چار یاری جھنڈے کیبابت ایک نہایت عمدہ فیصلہ فرمایا تو حضرات اہل سنت کو بنا راضی اس فیصلہ کے اسقدر جوش پیدا ہوا کہ امسال لکھنؤ کے سنیون نے سخت کوشش اسامر مین کی اور یا بیک ہمہ ابر کوشان ہین کہ سی قطعا تعزیہ داری

شکر ہیں جب مین نے یہ دیکھا اور چا البشیر - وطن - وکیل - و مشرق مین اس
مضامین شایع ہونے شروع ہوئے اور صاف صاف لکھنا شروع کیا کہ تعزیہ داری
شرک و بت پرستی ہے تو مین نے بہ نظر خیر خواہی کالج ایک خط صرف البشیر کو نہایت
نرمی اور آشتی کے ساتھ اور بکمال تہذیب کو ملحوظ رکھ کر لکھا کہ آپ جو ایسے مضامین
شایع کرتے ہین اس کا انجام بجز اسکے اور کچھ نہیں ہے کہ شیعہ سنیوں مین نااتفاقی آور
بڑہے حالانکہ آپ اتفاق پیدا کرنے مین کوشان ہین - علاوہ برین مین نہین سمجھتا
کہ تعزیہ داری بت پرستی اور شرک ہے اگر آپ اسے اپنے اصول مذہب سے ایسا ہی
ثابت کر دین اور مجھے سمجھا دین تو مین وعدہ کرتا ہون کہ مین تعزیہ داری ترک
کر دون گا اور ایک نسخہ کتاب الاعتذار کا انکے پاس بغرض ریویو بھیجا یاان حضرت
نے بھی کوئی جواب نہ لکھا مگر اس قسم کے مضامین برابر شایع کرتے رہے اتفاقاً بہ
تقریب تشریف آوری ہز آنر وہ بھی کالج مین آے اور مجھ سے اتفاقاً ملاقات ہوئی
اس وقت انہون نے خود سے مجھسے معذرت نہ جواب بھیجنے کی اس عنوان اور ان
الفاظ سے کی جن کو مین افسوس کرتا ہون کہ نہین لکھ سکتا اسوجہ سے کہ وہ قطع نظر
سخت و درشت ہونے کے بالکل عامیانہ طرز گفتگو تہا مین انکی تقریر کو بکمال حیرت سنا
کیا اور خاموش انکا منہ دیکھتا رہا - چونکہ میری مصلحت کبھی مفسدہ انگیزی کی نہ تھی
اور نہ ہے اسوجہ سے مین اس تقریر کو لکھنا بھی پسند نہین کرتا - صرف اس کا تذکرہ آپ
سے اسوجہ سے کر دیا کہ آپ کو التفات فرمانا چاہیے کہ یہ حضرات کس قدر ہٹ دہرمی
سے کام لیتے ہین اور کبھی نہ مخالف کی کتاب دیکھتے ہین نہ اوسکی درخواست نظر بہ
لحاظ کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ابتک کہین سے باوصف کوشش تام کوئی مخالفانہ
ریویو بھی اعتذار پر نہ نکلا -

اور اصل تو یہ ہے کہ بقول بعض حضرات اہلسنت اگر تعزیہ داری بت پرستی ہے تو شیعہ
بیچارونکو جانے دیجیے جتنے سنی حلقون سے تعزیہ داری کرتے آئے ہین جب وہ بت پرست
و مشرک ہو گئے تو تماشا ہے انکی زوجہ انکے نکاح سے باہر ہو گئی اور پھر جو اولاد ہوئی تو

تو وہ ولد الزنا ولد الحرام قرار پائی اس لحاظ سے بیچارے سنی سب ولد الحرام ہوگئی
پر کون ایسا سنی ہوگا جو محض تعزیہ رکھنے کی وجہ سے اپنے بزرگونکو مشرک و بت پرست
ولد الحرام قرار دے گا۔ علاوہ برین اگر یہی مسئلہ ہے تو پھر اگر وہ بیچارے سنی مشرک
و بت پرست ہوتے تو کیا وجہ ہے کہ انکے ساتھ یہ لوگ جو تعزیہ داری کو شرک و بت
پرستی کہتے ہین ویسا ہی برتاؤ کیون نہین کرتے جیسا کہ مشرکون کے ساتھ شرعاً کرنا چاہیے
اسی سے معلوم ہوا کہ ان کے دل مین ایسا نہین ہے جیسا کہ وہ ظاہر کرتے ہین یقولون
ما لا یفعلون کے مصداق ہین۔ اور دراصل یہ ہے کہ تعزیہ ہیر ہیں دارے مین ایک [illegible]
خداوندی ہے جیسا کہ اعتذار مین مینے لکھا ہے اور ایک شعر ہے انوار ربانی کا یہ کسی
کے خاموش کئے خاموش نہین ہو سکتا۔ یہ اخبار والے جس قدر بھی چیخین چلائین مگر
جو دراصل سنی پاک عقیدت ہونگے وہ کبھی ان خرافات کے طرف متوجہ نہوںگے
جیسا کہ ہوشیارپور مین ہوا اور وکیل نے کمال افسوس کے ساتھ اس [illegible]
رویا اور یہ صرف ہوشیارپور مین نا تقریباً یہ جگہ ایسا ہوا خیال [illegible] سمجھے ایسے
لوگ ہونگے جنہون نے تعزیہ داری نہین کی ورنہ سب نے کی اور تعزیہ رکھے اور
آیندہ بھی رکھین گے۔

میری غرض اس تحریر سے یہ ہے کہ معلوم ہو حضرات اہلسنت کس درجہ انصاف پسند ہین کہ اپنے فریق
مخالف کی عبارت کو کسیطرح نقل کرنا بھی نہین جائز رکھتے چنانچہ فیصلا امت و اعتذار مین ایسے [illegible]
کیا ہوگا کہ اڈیٹر صاحب اہلحدیث نے جو اوسکا جواب دینا چاہا تو اصلاح کی پوری عبارت نقل کی نہ
اوسمین تسلسل رکھا۔ بلکہ متفرق طور پر دو چار فقرے ادہر ادہر سے لکھے اور اوسکا جواب دیا
حق یہ ہے کہ جناب مولوی شیخ فدا حسین صاحب ان اجلہ افاضل سے ہین جو ہمیشہ اسمین سعی
کرتے ہین کہ فریقین مین صلح و اتحاد ہو۔ اسی لئے آپکے مضامین زیادہ تر سنی اخبار مین شائع ہو
چنانچہ ایسا ہی بہت سے مضامین آپکے شائع ہوئے اور اخبار وکیل کی زینت بھی اکثر مضامین
سے ہوئی۔ مگر یہ سید صاحب و آشتی کا باب اوسی وقت تک کھلا رہتا ہے جب تک کوئی کسی خلافی بات
تک [illegible]

دو برس ہوئے ہز آنر لفٹنٹ گورنر بہادر نے چار یاری جھنڈا موقوف کیا اور سب کے
تیور بدل گئے اب نہ اتحاد ہے نہ صلح - تعزیہ داری بت پرستی قرار دی گئی - وجوہ صحیحہ
لکھے جاتے ہین مگر نہ وہ شایع کئے جاتے ہین نہ اونکا جواب دیا جاتا ہے -

مولوی ثناء اللہ تو اس بات مین ایسی شہرت حاصل کر چکے ہین کہ کچھ بیان کی بھی ضرورت
نہین - دفتر اصلاح سے ایک اشتہار بھیجا گیا کہ الشمس اہلسنت کو مفت دیا جائیگا - اس
عذر پر وہ اشتہار نہ شایع ہوا کہ ہمارے مذہب کے خلاف ہے - حالانکہ جب اصلاح نے اونکا
اشتہار مرقع قادیانی شایع کیا تہا تو اونہون نے وعدہ کیا تہا کہ ہم بہی آپکا اشتہار شایع کرینگے
اخبار الحق ہمیشہ روتا رہا کہ ہمارا پورا مضمون لکھکر جواب دو مگر یہ کب مانتے ہین
جناب نواب وقار نواز جنگ صاحب نے بہی ایک تحریر بغرض اشاعت انکے یہان بہیجی مگر
نہ شایع کیا تب وہ تحریر اصلاح مین شایع کی گئی - وہ خود اہلحدیث ہین مگر چونکہ اونکی
رائے اس مسئلہ مین مخالف تہی لہذا نہ شایع کیا -

پہر نہ معلوم جناب مولوی فدا حسین صاحب کو اہلحدیث کی اس روبہ پر کیون تعجب ہوتا ہے
آپ اپنے قومی اخبارون سے کام لین اڈیٹر البیان - اہلحدیث کے ان خطوط کو جو بطور رسید اور
وعدہ اشاعت مجہے بہیجے بہت اچہی طرح اونکی اشاعت ہو جائیگی - اور اس سے بہی
پوری طور سے مطمئن رہئے کہ الحمد للہ اصلاح کے ناظرین اہلسنت اگر ہزارہا نہین تو صدہا
ضرور ہین جو خود اصلاح کے خریدار بہی ہین اور جو نہین خریدار ہین وہ دیکہتے ہین کیونکہ
تحقیق حق کا مذاق عام طور سے پہیل رہا ہے ہرچند اونکے علما چاہتے ہین کہ شیعون کی
کتابین اور رسالے نہ دیکہین مگر اصلاح کی تحقیقات ایسی ہے کہ تمام عالم کو والہ و
شیدا کی بنا رہی ہے - (اڈیٹر)

شیعہ سنی ہندو کی تعزیہ داری

[illegible] جیسے ہمارے مہربان ہیوٹ صاحب بہادر لفٹنٹ گورنر ممالک متحدہ آگرہ و اودہ نے
[illegible] تعزیہ کے ساتہ مخصوص تار بحکون سے چار یاری جہنڈا ایک [illegible]

جو کہ ادھر تین سال سے سنیان لکھنؤ نے بنا ر اضی حکم انسداد میلہ ہائے کربلا بروز عاشورہ جہلم اور ملیدہ کربلا. ہم ہو گئے شورہ قرار دینے کے بعد ہر تعزیہ کے ساتھ پڑھنا شروع کیا تھا۔ اور جملہ اقسام کے میلہ جات کا سامان اس کربلای جدید مین مہیا کیا تھا۔ چنانچہ اسی حکم کی ناراضی کی بنا پر اسمرتبہ اہل سنت نے صرف اس سال کیواسطے تعزیہ داری ملتوی کر دی کیونکہ انکا منشا اس حکم کی بحضور والیسرائے بہادر اپیل کرنیکا ہے۔

درحقیقت مدح خلفائے راشدین کا پڑھنا ہر حال مین درست اور بہتر ہے اور مذہبًا اسکے جواز مین کسی اہلسنت کو کلام نہین ہو سکتا۔ مگر اسمین شک نہین کہ ایام عزا مین تعزیونکے ساتھ یہ ایک بے لگاؤ چیز ضرور ہے۔ اسطور پر عقلًا ضرور نازیبا ہوگا۔ اور شرعًا بھی اس خیال کہ بحکم دراسی فتنہ انگیز ہر گاہ یہ نظمین دل آزار شیعونکی تھی اور مفسدہ انگیز ثابت ہو چکی ہین لہذا انکے علی الاعلان تعزیونکے ساتھ پڑھے جانے مین یہ خوف ہے کہ شیعونکی دل آزاری ہو اور وہ بجواب اسکے تبرا کہنے پر آمادہ ہون۔ جیسا کہ اکثر ہوا اور فتنہ عظیم برپا ہو جسکی وجہ سے گورنمنٹ کو اسے جبرًا بند کرنا پڑا اور اگر علانیہ نہ کہین تو کم از کم دل مین ضرور کہینگے۔ اور ایسی صورت مین درحقیقت اسکے بانی مبانی خود ہی اہلسنت ہونگے۔ نظر برآن شرعًا بھی ان نظمونکا اسطرح سے پڑھا جانا مزدنا جائز ہوگا۔

خیر ہمین اس سے کچھ سروکار نہین جبکہ ہم گورنمنٹ کے حکم پر نکتہ چینی کرین یا اپنے ہم مذہب سنیان لکھنؤ کے اس فعل کی عقلی و نقلی قباحتین دکھا ئین۔ مگر اسوقت ہمارا روے سخن اپنے معزز ہمعصران البشیر و وکیل و وطن کیطرف ہے جو بحمد اللہ اگرچہ سچے بہی خواہان قوم سے ہین اور ہمیشہ مسلمانون کی اخلاقی حالت کی اصلاح کیطرف متوجہ رہتے ہین اور اپنا وقت عزیز برابر اپنی قوم کو ایسے امور بتلانے کی کوشش مین صرف کرتے ہین کہ جسکے ذریعہ سے انکی مالی اور اخلاقی حالت تو ضرور درست ہوجائے گو علمی حالت نہ درست ہو کہ جو سر منشا اصلاح امور معاش و معاد دونونکا ہے غالبًا اسکی وجہ یہی ہے کہ جب انھون نے دیکھا کہ مسلمان کسی طرح علم کیطرف متوجہ نہین ہوتے تو قوم مسلمانونکی بہتری اسی مین سمجھی ہے۔ کیونکہ یہ امر واضح ہے کہ محض ام ...

بی ۔ اے ہونے سے کبھی مسلمانون کی علمی حالت نہین درست ہو سکتی جبتک کہ قوم اپنے مین سے ایسے لوگ نہ پیدا کرے جو اپنی عمرین علمی تحقیقات کیلئے وقف کر دین ۔ کیا تاریخ ۔ کیا سائنس ۔ کیا ریاضی ۔ کیا فلسفہ کیا علوم صنعت و حرفت ۔ کیا علوم کشف آثار قدیمہ ۔ کیا علم خواص معدنیات و نباتات ۔ کیا علم الحیوان ۔ کیا علم طبقات الارض ۔ کیا علم اجسام علویہ ۔ وغیرہ وغیرہ جنکی بدولت اسوقت ایک ایک بچہ یورپ کا ہمسر افلاطون عصر بلکہ اپنے زمانہ کے جولیس قیصر و سکندر اعظم سے کم وقعت فلک زدہ مسلمانون کی نگاہ مین نہین رکہتا ۔ ان علوم مین منہمک ہون اور قوم انکو حرام و درمے سخنے ۔ قدمے قلمے ۔ رقمے انکی مدد کرے اور انکو فکر معاش و ضروریات زندگی سے بیفکر کرے ۔ اور خود انکی اور انکے اہل و عیال کی مرفہ الحالی کیساتھ زندگی بسر کرنیکی ذمہ دار ہو جائے اسوقت تک نہ فلک زدہ قوم حقیقی معراج ترقی پر نہین پہونچ سکتی ۔ خلاصہ یہ کہ ان معزز ہمعصرون نے جب دیکھا کہ ہم سے کوئی ایسی کوشش نہین ہو سکتی تب لاچار ہو کر یہی وتیرہ اختیار کر لیا کہ مسلمانون کی مالی اور اخلاقی حالت کو بیٹھے ہوئے درست کیا کرین اور ایسے ہی مضامین سے اپنے اخبار کے کالمونکو بہرا کرین چنانچہ سب سے بڑا عیب جو ان حضرات کی نگاہ مین مسلمانون مین نظر آیا ۔ اور اسمین کل مسلمانونکو انہون نے مبتلا پایا ۔ وہ تعزیہ داری تہا ۔ جسکے بابتہ ان حضرات نے قطعی فیصلہ کر لیا ہے کہ یہی وہ کام ہے جو سب سے بڑہ کر مخرب اخلاق ۔ باعث افلاس اور سب سے بالاتر یہ کہ باعث بت پرستی و شرک اہل اسلام ہے ۔ ادہر تو یہ خیال تہا اور ادہر شیعونکے سنیونکے ساتہہ اتفاق پیدا کرنیکی سخت کوشش ۔ مگر ہمکو ان حضرات کے اس طریقہ عمل و درآمد پر کمال حیرت ہے کہ یہ اجتماع نقیضین کیونکر ان حضرات سے بن پڑیگا ۔ اسلئے کہ یہ ظاہر ہے کہ اگر تعزیہ داری ان لوگونکے نزدیک اہلسنت کے یہان کوئی مذہبی بات نہین ہے بلکہ نا جائز اور بت پرستی ہے ۔ تو پہر شیعونسے درخواست اتفاق کرنا اور پہر اسکے ساتہہ انکے عمل تعزیہ داری کو شرک و بت پرستی کہنا یہ کونسی منطق ہے اور اسپر طرہ یہ کہ انکے علی الرغم ان سنیونکو بہی اسکا نا ‍‍ [illegible] اعتقاد ہو

ابتک انکے ساتھ اس خاص معاملہ مین متفق ومتحد ہے مین اور انکو انسے علیحدہ کرنیکی کوشش کرنا اور پہر انسے اتفاق کرنیکی شیعونسے درخواست کرنا اسکے کیا معنی یہ تو سراسر دونون مین نفاق ڈالنا ہے ۔

یہانتک تو مین اس کارروائی پر اس حیثیت سے نظر ڈالتا ہون ۔ کہ کہانتک ہمارے معزز ہمعصرونکو اس طریقہ کیساتھ تعزیہ داری کی نسبت سخت الفاظ استعمال کرنے مین اپنی پالیسی اتفاق واتحاد سنی وشیعہ مین کامیابی ہوسکتی ہے جو کہ ہمارے معزز ہمعصرونکا ایک مقدس مشن ہے ۔

اب مین اس سے بہی قطع نظر کرکے یہ عرض کرتا ہون کہ اگر تعزیہ داری درحقیقت آپکے نزدیک بت پرستی وشرک ہے تو جانے دیجیے شیعونکو وہ آپکے نزدیک مشرک وبت پرست قرار پاگئے ۔ تو بیچارے سنی جو ابتک قرنون اور صدیونسے تعزیہ داری کرتے چلے آئے ہین کیا وہ بہی مشرک وبت پرست تھے اور ہین ۔ اور آیا حسب شرع شریف جب انلوگون نے تعزیہ رکہا اور وہ مشرک ہوئے تو کیا اونکی زوجہ انکی نکاح سے باہر ہوئی یا نہین اور پہر جو اولادین اس سے ہوئین وہ ولد الحرام اور ولد الزنا ہوئین یا نہین اور انپر کل احکام مشرک اور بت پرست کے جاری ہونگے یا نہین ۔ اگر آپکا دل بیچارے مسلمانونکو مشرک وبت پرست یا ولد الزنا قرار دینے پر راضی ہو تو بسم اللہ صرف زبان سے انکو مشرک وبت پرست نفرمائیے ۔ بلکہ عملاً بہی دکہا دیجیے کہ وہ آپکے نزدیک مشرک ہین یعنی اونکے ساتھہ ویسا ہی برتاؤ کیجیے جیسا مشرکونکے ساتہہ کیا جاتا ہے یقولون مالا یفعلون سے کچھ نہوگا ۔ شاید آپکا مطلب یہ ہو کہ جبتک وہ تعزیہ رکہتے ہین جبتک مشرک رہتے ہین اور جب تعزیونکو دفن کر دیتے ہین سب پہر اسلام انمین لپٹ جاتا ہے تو معاذ اللہ اسلام بہی کوئی بھوت ہے کہ قرآن کے سامنے نہین ٹہرتا اور جب قرآن پاس سے ہٹا ۔ وہ پہر آکر سوار ہوا ۔

سبحان اللہ اگر ایسی ہی صلح کل پالیسی رکہنا ہے اور شیعہ وسنی مین اتفاق پیدا

کرنا ہے تو مہربانی فرماکر مسئلہ تعزیہ داری کو اپنے قلم کی جولان گاہ میں نہ لائے ورنہ اسکا اثر آپکی خواہش کے برعکس ہوگا۔ جیسا کہ ہوشیارپور صوبہ پنجاب میں ہوا۔ میں بھی سنی ہوں مگر تعزیہ داری کو بُرا کہنے یا چاریاری جھنڈے کے علانیہ پھیرے جانے کا سخت مخالف ہوں۔ کیونکہ اسکا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ شیعہ اگر ہملوگوں سے اتفاق کرنے والے بھی ہوں تو صدمہ ضد سے اور بھی نہوں۔ اور ہمارے خلفاے راشدین کو ہر خلوت وجلوت میں برا کہیں ظاہری آنکھ کا لحاظ ہے وہ بھی جاتا رہے۔

من آنچہ شرط بلاغ است باتو میگویم
تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال

عبداللطیف خان حنفی ساکن اسیٹھی طالب العلم
سکنڈ ایر کلاس فلرس ہاوس علیگڈھ کالج

اصلاح یہ مضمون بغرض اشاعت روزانہ پیسہ اخبار۔ اور مشرق میں بھیجا گیا تھا۔ مگر نہ شایع ہوا تب اصلاح میں آیا اور شایع کیا گیا حالانکہ راقم مضمون ایک خاندانی سنی اور روشن خیال طالب العلم علیگڈھ کالج ہیں۔

حق یہ ہی کہ جتنے اخبار صلح کل پالیسی کے حامی ہیں۔ وہ صرف زبانی اور محض اس غرض سے کہ سادہ لوح مسلمانوں کو پھنسائیں۔ ورنہ کون کرسکتا ہی کہ جو شخص تعزیہ وعلم کو بت پرستی سمجھے وہ چاریاری جھنڈا کو جائز قرار دے۔

اصلی بانی فساد یہی لوگ ہیں جو شیعہ وسنی کو لڑنا اپنا فرض منصبی قرار دیتے ہیں اور زبانی صلح کل کا نام لیتے ہیں۔

اصلاح ۱۹۱۲ء میں ہم اڈیٹر صاحب وطن ایک مضمون لکھ چکے ہیں جسمیں اونہونے چاریاری نظم کی دل آزاری کو ایام عشرہ میں نہایت زور وشور سے ظاہر کر دیکیا۔ البشیر بھی اسی طرح قوم کی فہمایش کرتے تو ممکن نہ تہا یہ فسادات پیدا ہوتے۔ مگر درحقیقت یہ دونو اخبار نہایت متعصب ہیں اور قوم میں آگ لگانے والے جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ جہلم میں ہزار سنی کے قریب ملزم اور مجرم قرار پائے۔

اگر یہ لوگ درحقیقت صلح کل کے حامی ہوتے تو ایک طرف شیعونکو پوری آزادی

دیتے کہ جسقدر چاہو تبرا کہو اور دوسری طرف اپنی قوم کو ہدایت کرتے کہ جہانتک ہوسکے تم شیعوں سے آشتی اور صلح رکھو اور کبھی ایسے امر میں بے لوگ روک شریک ہو جسکا نتیجہ چند ہی روز میں یہ ہوتا کہ فریقین میں صلح و آشتی پیدا ہوجاتی۔ کیونکہ فطرۃ انسان مجبور ہے کہ جسکے بزرگ کو اوسکے سامنے بہا نکہے۔ بلکہ تعظیم پیش کرے اگرچہ دلی عداوت رکھتا ہو۔

توکیا ایسی حالت میں کہ سنی ہمارے امور میں سچے دلسے شریک ہوں اور فساد نہ کریں۔ یہ ممکن ہے کہ ہم اون کی دل آزاری کریں حاشا وکلا ہرگز نہیں۔

ہان ضد و کد میں ناممکن ہے کہ صلح و آشتی ہوسکے وہ ہماری مصیبت پر شماتت کرینگے ہم اوسکا معاوضہ لینگے۔ پس اگر آپلوگ چاہتے ہیں کہ سب خلفا موقوف ہو تو فتنہ و فساد کو موقوف کیجیے خود بخود یہ باتیں ہوجائیگی۔ (اڈیٹر)

توہین رسالتمآب

آہ آہ یہ کیسا ناپاک زمانہ آیا کہ بانی اسلام کی مقدس شان میں ہرطرح سے سب و شتم کا بازار گرم ہو رہا ہے ایک طرف آریہ سماج ہیں تو دوسری طرف عیسائی۔ مگر سب سے بڑھا ہوا منبر خوارج کا ہے جو آئے دن رسول اللہ کی شان میں وہ وہ بدزبانیاں کر رہے ہیں کہ پناہ بخدا۔

طرہ یہ کہ جو لوگ اسلام کے مدعی ہیں۔ بلکہ اسلام کو وہ اپنا محکوم و تابع سمجھتے ہیں اور عمل بالحدیث کا دعوی کرکے تمام مسلمانوں کو مشرک و بت پرست بنا رہے ہیں وہی سب سے زیادہ توہین رسول پر آمادہ ہیں بہتر ہے کہ اس اجمال کی تفصیل کو ہم اخبار الحکم سے نقل کریں جو مرزا غلام احمد قادیانی صاحب مدعی نبوت کا قومی ارگن ہے اور در حقیقت وہ فرقہ۔ اسلام سے خارج ہے کیونکہ جب اوسکا نبی دوسرا ہے تو وہ مسلمان کہاں رہا۔ مگر پھر بھی اوسے غیرت آئی۔ اور وہ ان الفاظ سے لکھتا ہے۔

اہلحدیث کی حالت بھی اسکے قریب پہنچ رہی ہے۔ کہ انکی بے باکی اور شوخی بھری تحریروں پر تھوک دینے کا فتوی دیتی ہے۔

جاہلانہ اور بازاری محاورات اور اصطلاحوں میں کلام کرنا اسکے گوشت پوست

مین رچا ہوا معلوم ہوتا ہے اور یہ تو ممکن نہین - کہ اب وہ اس سے نکل سکے - مگر اب تو وہ زبان
بگڑی تو بگڑی تھی - ذہن بگڑا ،، والا معاملہ ہو رہا ہے - وہ اپنے مخالفین سے گذر کر اب
انبیاء علیہم السّلام کی ہتک اور توہین پر اتر آیا ہے - اور اگر ابھی سے اس کو درست نہ کیا
گیا - تو اندیشہ ہے - کہ اس کا نتیجہ خطرناک ثابت ہو اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس کے
منہ مین آیندہ خاردار لگام دیا جاوے -

چنانچہ اپنے ۵ فروری ۳۰ء کے اخبار کے صفحہ ۱ پر فتاوی کے نیچے سوال نمبر ۵۹ کا
جواب جو اوس نے شایع کیا ہے - وہ قابل غور ہے - تاکہ ناظرین پورے طور پر غور کر سکین - مین اصل
سوال اور جواب کو یہان درج کر دیتا ہون -

"س نمبر ۵۹ مشکوۃ شریف مین یہ حدیث شریف درج ہے وعن ابی هريرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما من بنی آدم مولود الا يمسه الشيطان حين يولد فيستهل صارخا من مس الشيطان غير مريم وابنه متفق علیه
اس حدیث مبارک سے یہ معلوم ہوا - کہ بوقت ولادت شیطان علیہ اللعنۃ بچہ کے ٹھنگل یعنی انگلی مارتا ہے .... جس سے بچہ روتا ہے - جس سے حضرت مریمؑ و عیسی علیہ السلام مستثنی ہین
اس سے پایا جاتا ہے کہ کل نیک و بد کے شیطان انگلی مارتا ہے - گویا کہ انبیاء علیہ السلام بھی
اس سے مستثنی نہین ہین - جن مین ہمارے پیغمبر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی شامل ہین
اگر انبیاء علیہم السّلام اس حدیث مبارک کے رو سے بری ہین - تو وہ کونسی حدیث ہے - ؟
(سائل محمد حسنین ٹھیکیدار)

ج نمبر ۵۹ - یہ حدیث سب کو شامل ہے - لیکن اس مین کسی نبی یا ولی کی ہتک نہین
یہ تو ایک نابالغی بلکہ بے خبری کی حالت ہے جبکہ انبیاء سے ایسے کام بھی ہوئے ہین - جن کو انہون
نے خود ہی من عمل الشیطان کہا (حضرت موسی کا قصہ بحق قبطی یاد کرو -) اس سے
تو یہ بڑا نہین - مگر چونکہ صحیح مذہب یہ ہے - کہ نبوۃ مین انبیاء معصوم ہوتے ہین (گو اس پر بھی
کوئی دلیل منصوص نہین - لہذا استثنا ظنی ہے) اسلئے کوئی اعتراض وارد نہین ہوتا -
یہ وہ سوال اور جواب ہے - سوال کا جو جواب دیا گیا ہے - وہ کہان تک تسلی بخش ہے - ناظرین

خود سمجھ لیں۔

سائل پوچھتا ہے کہ اس حدیث کی رو سے بجز مریم اور ابن مریم کے تمام انبیا کو مس شیطان ہوا

مولوی فاضل کہتا ہے۔ کہ سب کو مس شیطان ہوا مگر اس میں کوئی ہتک نہیں ؟

لعنت ہے ایسے اعتقاد پر اور تف ہے ایسے جواب پر مس شیطان ہو۔ اور اس میں کسی نبی ولی کی ہتک نہ ہو؟

ڈوب مرو بے حیاؤ! ستونکھ سر کی موری میں۔ ایسا اعتقاد رکھکر پھر مسلمان کہلاتے ہو۔ اور مسیح بن مریم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ترجیح دیتے ہو۔ شرم کرو۔

اس جواب سے نہ صرف ثناء اللہ کا اعتقاد عصمت انبیار کے متعلق ظاہر ہو گیا۔ بلکہ اسکے ساتھ ہی اس کی قرآن دانی کی حقیقت بھی کھل گئی ہیں اس پر تفصیل کے ساتھ لکھنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ سردست یہ دیکھنا ہے کہ اس ثنائی فتوی پر دوسرے علما کیا کہتے ہیں میں اس کو علما کی خدمت میں بھیجنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ اس خیال سے نہیں کہ وہ ثناء اللہ پر کوئی کفر کا فتوی تجویز کریں۔ بلکہ اسلئے تا معلوم ہو۔ کہ دوسرے علماء اس باب میں کیا کہتے ہیں۔

مورخہ ۷ فروری ۱۹۱۰ء

اس تحریر سے آپکو معلوم ہوا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اڈیٹر اہلحدیث کس عقیدہ اور کس مذہب کے آدمی ہیں کیا کوئی انکو مسلمان کہہ سکتا ہے ؟

(۲) اخبار وکیل مورخہ ۲ فروری لکھتا ہے خواجہ غلام الثقلین صاحب بی اے ایل ایل بی ایڈیٹر عصر جدید ایک گرامی نامہ تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"ہمارے دوست عبد الحلیم صاحب شرر کا رسالہ دلگداز جلد ۱۱ نمبر ۱۲ ابھی وصول ہوا ہے۔ اس میں ایک مضمون صفحہ ۹ لغایتہ ۳۰ تک عمرو عیار کے متعلق ہے۔ وہ مضمون غالباً اغانی وغیرہ قصہ کہانی کی کتب سے لیا گیا۔ یا ان راویوں سے جنہوں نے کفار یا منافقین قریش کی روایات پر بھروسہ کرکے ایسے شایع شدہ قصے نقل کر دئے ہیں جو آنحضرت صلعم کی خصلت کے محض خلاف تھے۔ اور جن میں علانیہ جناب رسالتمآب کو بدنام کرنے کی سعی کی گئی ہے۔ مجھے شرر صاحب کی تاریخ دانی و اسلامی حمیت سے تعجب ہے کہ وہ نعوذ باللہ آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام کو ان تمام بدنام حرفوں کا شریک

ورازدار قرار دیا جانا گوارا فرماتے ہیں جو راقم مضمون یا قصہ امیر حمزہ کے ہیرو عمرو عیار نے اس زمانہ میں خفیہ کئے تھے۔ یہ قصے ہمارے یقین میں محض غلط ہیں۔ اور سوای بازاری گپون سے متعلق ہونے کے ان کا کوئی ثبوت نہیں ہے ؎

ہمین بھی خواجہ صاحب کی اس رائے سے پورا اتفاق ہے اور ہم جناب رسول اکرم کی ذات اقدس کو ان کارروائیوں سے بالا سمجھتے ہیں جو مضمون مذکور میں عمرو عیار سے منسوب کی گئی ہیں۔ اول تو ان باتوں ہی کا کوئی پختہ ثبوت نہیں۔ اگر ہے بھی تو خود عمرو بن امیہ ضمری ان کا ذمہ دار ہوگا۔ نہ کہ وہ شخص جسنے اپنی زندگی کو کمال انسانیت کا نمونہ بنا کر دکھلایا۔ ؎

اس تحریر سے معلوم ہوگا حضرات اہلسنت کس طرح جناب رسالتمآب کے بدنام کرنے پر طیار ہین کہ ایسے ایسے مضامین حضرت کی طرف منسوب کر رہے ہین تو کیا آپ گمان کر سکتے ہین کہ اب اسلام باقی رہ سکتا ہے۔

یہ وہی مسٹر عبد الحلیم شرر ہیں جنہوں نے ایک زمانہ میں حضرت سکینہ بنت الحسین کا ناول اپنے دلگداز مین لکھا تھا جسکے اصلاح کے لئے اصلاح کی بنیاد پڑی اور اوس ناول کا جواب جو آغا شرر مین لکھا گیا

آئندہ نمبر مین ہم اوس مضمون عمرو عیار کو بھی لکھینگے جسپر خواجہ صاحب نے تحریر لکھی اور وکیل کو بھی اوسکا اقرار کرنا پڑا

اس تحریر سے آپکو یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ کی ہمدردی جب پیدا ہوتی ہے تو شیعو نکے ہی دلمین ورنہ اہلسنت ان باتوں کو بطرح جا بجا کر جاتے ہین۔ کیونکہ اس تحریر پر توجہ دلائی تو ایک شیعہ ہی کے لڑکے نے ورنہ ہزاروں اہلسنت نے اس مضمون کو دیکھا ہوگا مگر کسی پر اسکا اثر نہ ہوا

(۳) افسوس کہ مولوی شبلی صاحب نے اپنے لکچر مین جو ایجوکیشنل کے صیغہ تعلیم نسوان مین دیا تھا اور رسول اللہ کی خطا ثابت کی تھی۔ اوس پر کسی مسلمان کو اب تک نہ تنبہ ہوا

خدا مسلمانون پر رحم کرے ہم آئندہ نمبر مین اسکی حقیقت دکھا دینگے انشاء اللہ

گروہ فقرات یہ ہین۔ ۔ خود حضرت رسول کریم کو اس معلومات کے متعلق کچھ یا واقعات واقعات پیش آئے جب آپ مکہ سے مدینہ تشریف لائے تو آپنے دیکھا کہ لوگ کھجور دے کے

درختوں میں پیوند لگایا کرتے تھے۔ رسول اکرم نے انکو اس سے منع فرمایا لوگوں نے
آپکے ارشاد کیوجہ سے کھجوروں کی شاخوں میں پیوند موقوف کر دیا نتیجہ یہ ہوا کہ کھجوروں کے درخت بار آور نہوئے
لوگوں نے حضرت سے فریاد کی آپنے سارا واقعہ سنکر فرمایا کہ تم اپنے امور میں مجھسے زیادہ
جانتے ہو مجھے جو کچھ شرف تیرے ہے وہ یہ ہے کہ مجھپر اللہ الواحد کیطرف سے وحی آتی ہے ممکن
ہے کہ دنیاوی باتوں میں تم مجھ سے زیادہ سمجھتے ہو"

ان تحریروں کو اصحاب ثلٰثہ کے مسلسل طور پر ملا جاؤ تو تمکو معلوم ہو دنیا میں تنقیص شان رسالت کی
کیسی چہل پہل ہی ۔ ہے ایک تو حضرت پر غلبہ شیطان اسیطرح دکھا رہا ہے جسطرح تمام انسانوں کی
حالت ہے دوسرا ایک صحابی عمرو عیار مشہور کے ذریعہ سے حضرت کی شعبدہ بازی ثابت کر رہا ہے
تیسرا مہذب طریقہ سے حضرت کی کم علمی کو جلوہ دے رہا ہے کہ آپ اسقدر کم علم تھے کہ بارہا آپکو یہ موقع
پیش آیا کہ لوگوں سے علم حاصل کیا۔ خدا کی تعلیم کافی نتھی جبرئیل کی تعلیم سے آپکو نہ علم آیا۔ مدینہ کے معمولی
کسانوں نے آپکو سکھلایا اور آپکو اپنی کم علمی کا اقرار کرنا پڑا۔ یہ سب کیوں ہے صرف اسلئے کہ عمر صاحب نے
ان الرجل لیہجر کہکر آپکے حکم کو ایک ہذیانی حکم قرار دیا جس سے یہ فائدہ حاصل کرنا مقصود ہے
کہ امور دنیوی کو حضرت معمولی اشخاص کے اتنا بھی نجانتے تھے۔ لہذا آپکا حکم اس بارہ میں
واجب التعمیل نہیں تو خلفا کی خلافت بہت درست ہے جنہوں نے چند ہی روز میں وہ فتوحات
کئے کہ رسول اللہ کو تیئیس ۲۳ برس میں بھی حاصل نہو سکا۔

مگر آخر الذکر حضرات کے نسبت تو اسوقت نہیں کچھ کہہ سکتے کہ بجز اثبات صحت خلافت خلفا ثلثہ
کوئی امر مقصود ہو مگر حضرت اول مولوی ثناء اللہ صاحب کے نسبت بلا عذر کہا جا سکتا ہے
کہ انکے دل میں بھی نبوت کا سودا سما گیا ہے۔ کیونکہ مرزا غلام احمد قادیانی کے بعد سے آپکا رنگ ہی
اور ہو رہا ہے۔ اونکی موت کو عام طور سے اپنے مقابلہ کا نتیجہ بتاتے ہیں جس سے الہام و وحی کا دعویٰ
کسی طرح نازیبا بھی نہیں۔ اور اصول مذہب سے بھی اس قسم کا دعویٰ انکو ضروری ہے کیونکہ
مظہر اول آپکا بھی اسی طرح مدعی نبوت تھا۔

"اسنے شیخ الاسلام احمد بن رجب حنبلی بن ہے وافقا ہوں حال محمد بن
عبد الوہاب انہ مدعی النبوۃ الا انہ ما قدر علی اظہار التصریح بلا

وکان فی اول امرہ مولعا بمطالعہ اخبار من ادعی النبوۃ کاذبا کمسیلمۃ الکذاب وسجاح والاسود العنسی وطلحہ الاسدی واضرابھم وکان یضمر فی نفسہ دعوی النبوۃ ولو امکنہ اظہار ہذہ الدعوۃ لاظہرہا وکان یقول لاتباعہ انی اتیتکم بدین جدید ویظہر ذلک من اقوالہ وافعالہ ولہذا کان یطعن فی مذاہب الائمۃ واقوال العلما ولم یقبل من دین نبینا الا القرآن ویؤلہ علی حسب مرادہ مع انہ انما قبلہ ظاہرا فقط لئلا یعلم الناس حقیقۃ امرہ فینکشفوا عنہ

صفحہ ۴۲ مطبوعہ مصر

یعنی محمد بن عبدالوہاب کے حال سے (جو فرقہ وہابیہ کا سرگروہ تہا) ظاہر ہتا کہ وہ مدعی نبوت تہا۔ مگر اوسکو موقع نہ ملا کہ اسکا اظہار کرسکے۔ اسیوجہ سے وہ ابتدائے امر سے مدعیان نبوت کی سوانح عمریونکو بغور پڑہتا تھا مثل مسیلمہ کذاب۔ سجاح۔ اسود۔ طلحہ اسدی وغیرہ کے وہ اپنے دعوی نبوت کو دلمین چہپاتا تھا۔ اور اگر اوسکو ممکن ہوتا تو ضرور ظاہر کرتا۔ وہ اپنے اتباع سے کہتا تھا کہ ہم تمہارے لئے دین جدید لائے ہین۔ اور یہ امر اوسکے اقوال و افعال سے بہی ظاہر تہا۔ اسیوجہ سے وہ طعن کرتا تہا مذاہب ائمہ اور اقوال علما مین۔ اور رسول اللہ کے دین سے اوسنے صرف قرآن کو لیا جسکی وہ اپنی خواہش کے مطابق تاویل کرتا تہا۔ اور قرآن کا قبول بہی ظاہرا تہا تاکہ لوگو حقیقت حال نہ معلوم ہو۔

پس جب انکے معمار اول کا یہ خیال تہا کہ دلمین دعوی نبوت لبا ہوا تہا۔ تو اڈیٹر صاحب اہلحدیث کے نسبت کسکو یہ گمان ہوسکتا ہو کہ آپکا دماغ اس خیال سے خالی ہوے

مگر اسکو باور نہ آئے تو اونکا اخبار مورخہ ۵ مارچ ملاحظہ ہو جسمین اس عنوان سے "اگر مین ہندوستان کا ویسرائے ہوجاؤن" ایک تحریر شایع کرتے ہین۔ لکہتے ہین

(۱) سب سے پہلے ایک قانون جاری کرون کہ جو شخص پہلی دفعہ جہوٹ بولے یا عمدا خلاف

کرے۔ اس کو بیس بیت ضرب شدید دوسری دفعہ تیس۔ علی ہذالقیاس ہر دفعہ پر دس کا اضافہ سو تک۔ سو سے اوپر جلا وطن (۲) شراب نوش کو اسی بیت ضرب شدید (۳) زناکار پر سو بیت ضرب شدید (۴) ہر ایک مذہب کے سربرآوردونکی رائے سے اس مذہب کی اصلی رسومات رکھکر باقی فضولیات کو بند کرادون تعزیہ ہو یا رام لیلا''

اس تحریر مین سب سے پہلا لفظ آپکو بیت نظر آئیگا کہ آپکے معلومات کا یہ جلوہ ہے۔ بید کو بیت لکھتے ہین۔ خدا انکو علم دے۔

ان دفعات کو دیکھکر کون شخص کہ سکتا ہے کہ یہ قرآن پر ایمان لائے ہین اور اوسکے خاص آیہ الیوم اکملت لکم دینکم پر انکا اعتقاد ہے۔ پھر چند علیگڈہ والے تعلیم یافتون نے اگر احکام شریعت مین چند ترمیمین پیش کی تھی تو وہ آپ کیون برہم ہوئے کیونکہ آپ بھی تو یہ ترمیم کر رہے ہین۔

مگر یہان یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آپ صرف اس زمانہ کے جھوٹھ بولنے والے پر یہ حد جاری کیا چاہتے ہین۔ یا اون لوگون پر بھی جو گذر گئے جنمین نمبر اول وہ شخص ہے جسنے حضرت پر بنحن معاشر الانبیاء لا نورث ولا نورث کی تہمت لگائی۔

ترجمہ قرآن مین تحریف

حضرت ختمی مرتبت جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد فیض بنیاد تمام مسلمانون کے کانون تک پہونچا ہوا ہے کہ انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اہلبیتی ما ان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی۔ یعنی مین تمہارے درمیان مین دو ایسی بزرگ چیزین چھوڑے جاتا ہون ایک کتاب خدا دوسرے عترت یعنی میرے اہلبیت کہ اگر ان دونون سے تمسک کروگے تو ہرگز گمراہ نہوگے اور وہ دونو جدا نہونگے تا اینکہ میرے پاس حوض کوثر پر پہونچے۔ اس ارشاد سے جو کھلا اور واضح امر مفاد ہے کہ مسلمان دونون بزرگ چیزونکی وقعت کرین اور ہمیشہ اونہین کی ہدایتون پر عمل کرین۔ مگر افسوس کیا ہی منحوس وقت تھا جب عترت رسالت کو ایک جزو معطل سمجھکر بصدا بلندگی گئی احسبنا

کتاب اللہ۔ اس سے علاوہ بانی اسلام کی نافرمانی کے جو صدمہ اصل اسلام کو پہنچا اور جو تباہی و بربادی خاندان رسالت کی ہوئی اوسے تاریخ نہایت بلند باتوں سے دکہا رہی ہے گو بظاہر اس جملہ سے تو یہ سمجھا جاتا ہے کہ قائل نے کم از کم قرآن کو واجب التعظیم جانا ہوگا اور اوسکے فرمان واجب الاذعان کی ضرور وقعت کی ہوگی جسمیں یہ الفاظ ربانی بھی موجود ہیں قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ مگر افسوس واقعات اسکے خلاف میں گواہی دیتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اہلبیت رسالت سے علحدگی کرکے اس صدائے ناموزون نے دنیا طلب جماعتو نکو اصل قرآن سے بھی علحدہ کر دیا۔ یہانتک کہ سواد اعظم کے ایک مسلم الثبوت خلیفہ نے اسی قرآنکو درخت میں لٹکا کر تیرباران کیا۔ پھر تو دعا گویان سلطنت جو احکام الٰہی کے تو جہ سے بلکے ہو ہو کر صرف حصول مراتب و انعام دراہم کے متمنی رہا کرتے اور شاہی خوشنودی کا گیت گاتی اونکی تعداد بڑہتی گئی یعنی کہ اونہیں کے اقوال کو قول رسول سمجھکر سواد اعظم کا مذہب قرار دیا گیا۔ غرض عترت رسالت سے علحدگی اور کتاب اللہ سے روگردانی نے جس گمراہی میں ڈالا اوسے ہر عاقل اندازہ کر سکتا ہے۔

اسمقام پر مین اون قدیمی واقعات ضلالت کو لکھنا نہین چاہتا بلکہ موجودہ زمانہ کے مسلمانون کے حالات پر ناظرین کو توجہ دلاتا ہوا ظاہر کرنا چاہتا ہون کہ باوجود استداد زمانہ بعض نفوس ایسے موجود ہین جو احادیث نبوی تو در کنار کتاب باری مین بھی اپنی تحریفی چالاکیون سے نہین چوکتے۔ خدا ان بھلے مانسونکو عقل سلیم دے جو خواہمخواہ اسلام کی بیخکنی پر کمربستہ دکہائی دیتے ہین چنانچہ ایک روز مین ترجمہ قرآن مولوی نذیر احمد و میرزا حیرت دہلوی کا موازنہ کر رہا تھا کہ اثنائے موازنہ مین میری نظر اس آیت پر جا پڑی

إِذْ تُصْعِدُونَ وَلَا تَلْوُونَ عَلَىٰ أَحَدٍ وَالرَّسُولُ يَدْعُوكُمْ فِي أُخْرَاكُمْ فَأَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَا أَصَابَكُمْ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ

اس آیت کے ترجمہ مین جو جدتین میرزا حیرت نے کی ہین وہ یقینی ایسی ناقابل معافی ہین کہ اگر حضرت عثمان کا زمانہ ہوتا تو یہ کل ترجمہ اونکا جلا کر خاک سیاہ کر دیا جاتا اور تعجب ہے کہ پیروان حضرت خدا معلوم ہین نے آج بھی کیونکر اسپر غور کیا اور کیون ایسے غلط ترجمے کو

شایع ہونے دیا چنانچہ آیت مذکور کا ترجمہ ہر دو صاحبان کا درج ذیل کیا جاتا ہے - ناظرین خود اس سے اندازہ کر سکتے ہین -

ترجمہ مولوی نذیر احمد :-

(اوسوقت کو یاد کرو) جب تم (بدحواس) بہاگے چلے جاتے تھے اور باوجودیکہ رسول تمہارے پیچھے (کھڑے) تمکو بلا رہے تھے (لیکن) تم مڑکر کسیکو نہین دیکہتے تھے پس (اس مخالفت سے جو تمنے رسول کو آزردہ کیا اسی) رنج کے بدلے خدانے تمکو (شکست کا) رنج پہونچایا تاکہ جب کبہی تمسے کوئی مطلب فوت ہوجاوے یا تمپر کوئی مصیبت آپڑے تو تم (صبر کی عادت رکھو اور) اوسکا رنج نکرو اور تم کچھ بھی کرو اللہ کو اوسکی خبر ہے -

ترجمہ میرزا حیرت :-

جب تم کافروںپہ چڑہے چلے جاتے تھے اور رسول (محمد) تمہارے پس پشت (والی جماعت) میں کہڑے ہوئے) تمکو بلا رہے تھے اور تم کسیکی طرف مڑکر (بہی) نہ دیکہتے تھے تو اللہ نے تمکو غم پر غم دیا (یہ ایک نصیحت ہے) تاکہ جو چیز تمہارے ہاتہہ سے جاتی رہے اوسپر تم غم نکہایا کرو اور نہ اوسپر جو (مصیبت) تمکو پہونچے (تاسف کیا کرو) اور جو کچھ (بہی) تم کرتے ہو اللہ کو (سبکی) خبر ہے -

اس ترجمہ مین میرزا حیرت نے جو اپنی دیانت اور علمیت صرف کی ہے اوسے ناظرین نے بخوبی سمجھ لیا ہوگا " کافروںپہ چڑہے چلے جاتے تھے " اس شلغم زاد جملے سے جو بغیر براکٹ ہے ایک ناواقف کو ضرور اسکا دہوکا ہوگا کہ وہ مجاہدین اسلام کو جو جوش جنگ مین ایسے منہمک تھے کہ اونہین رسول اللہ کے واپس بلانے کی بہی خبر نہوتی تھی نہایت عزت کی نگاہ سے دیکھے مگر جب ذرا تفصیل کیساتھ اوس واقعہ اور موقع کو دریافت کریگا تو وہان وہی نظر آویگا جسکو فی الجملہ وضاحت کے ساتھ مولوی نذیر احمد نے اپنے ترجمہ مین ظاہر کیا ہے - میرزا حیرت نے اس ترجمہ مین جو در پردہ مدح سرائی اونحضرات کی کی ہے اوسکی اصلیت یون ہے کہ چونکہ یہہ آیت جنگ اُحد کے حالات مین ہے اور اوسمین خلاف حکم رسولخدا بزدل صحابی (نام لکہنے کی ضرورت نہین کتابین مالامال ہین) نافرمانی کرکے میدان جنگ سے علحدہ ہوکر بمقابلہ کافرین شکست کہا گیا اور رسولخدا کو چھوڑکر پہاڑ کی چوٹیونپر مثل بزکوہی اوچہلتے ہوئے بہاگے جاتے تھے یہانتک کہ گنتی دلون خدمت رسول

مین حاضر ہوئے اور خدا کو اونکا امتحان مقصود تہا اور اونکے حالات سی لوگونکو خبردار کرنا
توسوائے اسکے کہ میرزا حیرت جیسے منکر واقعات و بدیہیات ترجمہ قرآن ہی مین ایسے زاید اور
غلط الفاظ استعمال کرین جو آیندہ بہتیرے خدا کے بندونکو جو صرف اردو دان ہون
ہمیشہ دہوکہ مین رکھے۔ بلکہ گمراہی کا ایک اور ذریعہ قایم ہو یہی وجہ ہے کہ سواد اعظم کے علما
نے بھی آجتک نہ پوچھا کہ یہ ترجمہ کہاں سے لائے۔ حالانکہ اگر ذرا بھی توجہ کیجاتی تو معلوم
ہوجاتا کہ تمام مفسرین چہ شیعہ وچہ سنی اسپر متفق ہین کہ یہ آیت مفرور صحابیونکی مذمت مین
وارد ہوئی ہے۔ دور نجاؤ جلالین و بیضاوی ہی کو اوٹھا کر دیکھو۔

جلالین۔ (اذا تصعدون) یبعدون فی الارض هاربین۔ یعنی زمین پر
بھاگے جاتے تھے۔

بیضاوی (والرسول یدعوکم) کان یقول الیّ عباد اللّٰہ الیّ عباد اللّٰہ
انا رسول اللّٰہ من یکر فلہ الجنۃ۔ یعنی رسول اللہ بلاتے تھے یہ فرماتے تھے ادہر آؤ ادہر
آؤ اے بندگان خدا مین خدا کا رسول ہون جو لوٹے اوسکے لئے جنت ہے۔

اسپر لطف تو یہ ہے کہ میرزا صاحب کو اس تحریف پر بھی تو شرم نہ آئی کہ اگر یہ آیت مدح کی ہوتی تو خدا اسکے
بعد اونکو جزا کے خیر دیتا یا اونپر مصیبت نازل کرتا اور غم پر غم دیتا۔ ذرا ان دونون فقرون کو
ملاحظہ کیجئے کہ "جب تم کافرونپر چڑہے چلے جاتے تھے"...... "تو اللہ نے تمکو غم پر غم دیا"
اے سبحان اللہ واہ خدا نے بھی انکے جوش شجاعت کی کیا داد دی ہے۔

مسلمانو اب بھی سنبھلو اور کم از کم اپنی اس کتاب مقدس کی تو عزت کرو ورنہ وہ زمانہ قریب
ہے کہ ایسی طبع آزمائیون سے اسے بھی بوستان خیال لوگ کہنے لگین گے۔ فاعتبروا
یا اولی الابصار۔ راقم محمد اسحاق الحسینی پاروی المذہب

نقش سلیمانی

انگوٹھونکے استعمال کا تو حال یہ ہی ہے کہ ایک کو استحبابًا محض حصول ثواب کیواسطے
پہنکے لئے مخصوص چند موصوف نگینے ہین اور کثیر التمن ہونیکی ضرورت نہین دوسرے محض

ابھی ملا ہے

زینت دنیاوی جسکے واسطے کوئی وصف شدہ ہنگ نہین ہے اور گران قیمتی غالباً اوسکے مخصوصات سے ہے امر اول تو محض سچے مسلمانون سے خصوصیت رکھتا ہے جسمین دینی و دنیاوی دونون فائدون کا حصول مقصود ہے - اور امر ثانی کو کسی سے خصوصیت نہین بلکہ تمامی انسان متساوی الحصص کا حق رکھتے ہین -

اس متساوی الحصص سے سونے کی انگوٹھیون کو بھی شامل نہ کر لیجئے کیونکہ ایسا ہونے پر اسلامی نفوس (باستثناء النسوان) کے محرومی کا قطعی فیصلہ ہے -

لیکن ہان تیسرا سبب تسخیر ارواح وغیرہ کا ہے جو آجکل بہت زیادہ رائج ہے؟ یہہ تو یقیناً ہم نہین کہہ سکتے کہ پہلے بھی تسخیری انگوٹھیان تھین یا انگوٹھیان نہ تھین بلکہ دوسرے دوسرے اعمال اور طریقے بکار آمد تھے -

مگر حضرت سلیمان علیہ السلام پیغمبر کی مشہور انگوٹھی اس بارے مین شک لانیوالی خیال کیجا سکتی ہے!

اب یہان سوال یہہ پیدا ہو سکتا ہے کہ کچھہ دنون تک تعطیل نبوت یعنی؟ اکثر انبیا امتحانی درجے مین داخل ہوئے لیکن اس امتحانی زمانہ مین اونکا پہلا سارٹیفکٹ ضبط نہین کر لیا گیا اور یہان تو انگوٹھی کی ضبطی سے محض تسخیر کو ہی قید کی مصیبت اوٹھانی نہین پڑی بلکہ نبوت ہی حبس بیجا کی سزایاب ٹھہرتی ہے کیونکہ دربدری - ملک ومال سے بیدخلی - عدم تاثیر کلام - تعطل احکام اور دشمنون کا تسلط وغیرہ وغیرہ اسکے ثبوتی گواہان کا رتبہ رکھتی ہین -

علاوہ اسکے رب اغفر لی وھب لی ملکا لا ینبغی لاحد من بعدی انک انت الوھاب کا عاجزانہ سوال اور فسخرنا له الریح الآیۃ وغیرہ اخباری آیات سے افاضہ وعطا بھی اسکو بے اصل ثابت کرتی ہین اور قرآن مجید تو اس انگوٹھی کے وجود سے کچھہ بھی بحث نہین کرتا بلکہ اس بارے مین بالکل ساکت ہے -

مگر یہان غور کرنے سے یہہ بات سمجھہ مین آتی ہے کہ اس انگوٹھی کا ڈھانچہ اوس مصنوعی انگوٹھی کیواسطے تیار کیا گیا ہے جو حضرات خلفاء ثلثہ کے لیئے بنائی گئی اور خلافت کی امور اوسمین منحصر کیے گئے جیسا کہ صحیح بخاری مین انس کا بیان ہے "عن انس انه قال کان خاتم

ٹ دیکھو قسطلانی شرح صحیح بخاری صفحہ ۳۶۶ چھاپہ کانپور مطبع نولکشور جلد ۹ - متن سے شرح علیحدہ کرنے

النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی یدہ وفی ید ابی بکر بعدہ وفی ید عمر بعد ابی بکر فلما کان عثمان (فی الخلافۃ وکان الخاتم فی یدہ ست سنین) جلس علی بئر اریس (فی السنۃ السابعۃ من خلافتہ) قال فاخرج الخاتم فجعل یعبث بہ (بفتح الموحدۃ بعدھا مثلثۃ یحرکہ ویدخلہ ویخرجہ) فسقط (من یدہ فی البئر) قال انس فاختلفنا (فی الذھاب والرجوع والنزول الی البئر والطلوع منھا) ثلثۃ ایام مع عثمان فنزح فلم یجدہ (ولابی ذر فنزح الی عثمان البئر فلم یجدہ) ومن یومئذ انتقض امر عثمان وخرج علیہ الخارجون و کان ذلک مبدء الفتنۃ التی افضت الی قتلہ واتصلت الی آخر الزمان فکان فی ھذا الخاتم النبوی من السر شئی مما کان فی خاتم سلیمان علیہ السلام لان سلیمان لما افقد خاتمہ ذھب ملکہ)" خلاصہ ترجمہ مع شرح انس کہتے ہین کہ رسول خدا کی انگوٹھی آپکے ہاتہہ مین تہی اور آپ کے بعد ابوبکر کے ہاتہہ مین اور ابوبکر کے بعد عمر کے ہاتہہ مین پس جبکہ عثمان خلیفہ ہوئے چہ برس تک یہ انگوٹھی اونکے ہاتہہ مین تہی خلافت کی ساتوین سال چاہ اریس پر بیٹھے ہوئے انگوٹھی کو اونگلی سی نکالکر کہیل رہے تھے۔ ہلاتے تھے پہنتے تھے۔ اوتار لیتے تھے کہ ہاتہہ سی چھوٹکر کنوین مین جاتی رہی۔ انس کہتے ہین کہ عثمان کیسا تین دن تک ہملوگون نے اوس کنوین تک آمد و رفت کی اوترتے رہے۔ کنوین کا پانی بہی پہیک دیا گیا مگر وہ انگوٹھی ہاتہہ نہ آئی۔ اور اوسی دن سے عثمان کے امر مین کمی آتی گئی اور خارجیون نے خروج کیا۔ اور یہی ابتداء فتنہ تہا جو عثمان کے قتل کا باعث ہوا اور آخر زمانہ تک اسکا سلسلہ رہا۔ اور اوس انگشتر نبوی مین ایک راز تہا اون اسرار سے جو سلیمان کی انگوٹھی مین تھے کیونکہ جب سلیمان کی انگوٹھی گم ہوگئی اونکا ملک جاتا رہا"!!

ہم اس مقام پر اس امر سے بحث کرنا نہین چاہتے کہ اگر فی الواقع وہ انگوٹھی رسول خدا

بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۵ کیواسطے ہمنے خط ہلالی کہینچ دیا ہے " اریس بفتح ہمزہ و کسرہا ایک باغ تہا قریب مسجد قبا کے جسمین یہ کنوان تہا"۔ قسطلانی شرح صحیح بخاری۔

کی تہی تو حضرت عثمان سے ذی عزت خلیفہ کو لڑکون کی طرح بارون کے جہگڑے مین اوس سے فضول کہیلنا مناسب نہایا نہین۔ مگر آپنا صرورت کہتے ہین کہ اگر انگوٹہی پر ہی خلافت کا دار و مدار سمجہا گیا تو حضرت عثمان کی بعد حضرت علی اور دیگر خلفا سے ما بعد کی خلافت کیسی تہی کیونکہ اوس انگوٹہی کا تو چاہ ارلیس سے نکلنا غیر معلوم بلکہ غیر ثابت ہے اور زوال انگشتری کی وقت سے یوم قتل تک خود حضرت عثمان کی خلافت کس قسم کی تہی اور قسطلانی صاحب کی عبارت "انتقص امر عثمان" بہی کچہ اور ہی کہہ رہی ہے۔

اور علاوہ اسکے اگر کوئی قتل عثمان کو ناجائز قرار دے تو ہم کوئی مسکت جواب نہین دے سکتے اسلئے کہ رسول خدا والی خلافت کی انگوٹہی کو کنوئین مین پہیک کر خود حضرت عثمان اپنے جائز قتل کی باعث ہوئی۔

بہر کیف ہو جو کچہ مگر ہم اس راوی کی طباعی پر داد دیتے ہین اور محض یہی نہیں بلکہ ایک گونہ شکر گذار بہی ہین۔ سید محمد لطیف زنگی پوری۔

جناب امام موسی کاظم علیہ السلام اور ایک گدہا

جناب اڈیٹر صاحب تسلیم۔ اگر پسند رائے عالی ہو تو اس ذکر مبارک جناب امام ہفتم حضرت موسی کاظم علیہ السلام سے اپنے رسالہ اصلاح کو معزز و مفتخر فرمائے۔ کیونکہ اس سے چند امور مستنبط ہوتے ہین۔ اول تو ظلم اعدا با اولاد رسول مقبول۔ دوم دوازدہ امام کا اعلم الناس ہونا سوم ان ذوات پاک سے اشاعت اسلام۔ چہارم چہاردہ معصوم کا نور سے پیدا ہونا۔ از تاریخ روضۃ الصفا جلد اصفحہ ۱۳۶ ذکر حضرت عزیر علیہ السلام

بعضے از نقلہ اخبار گفتہ اند کہ عزیر از اولاد انبیا است و در حالت صغر بخت نصر او را با بنائے جنس اسیر کردہ بہ بابل برد و در زمان اعلم از ان اہل کتاب تورات کسے نشان نمیداد و چون از قید بخت النصر خلاص یافتہ بوطن مالوف مراجعت نمود و در اوان جوانی روزے بر خرے سوار شدہ بمہمی میرفت گذار او بر قریہ افتادہ و در بستانے از بساتین آن قریہ نزول فرمودہ و مقدارے انگور و انجیر و شیرہ انگور برداشت از پشت مرکب فرو گرفت

پیش خود نهاد و حمار را استوار بست خود پشت بر درخت نهاد و بجانب آن سقفهائے
فرود آمده بر دیوارہائے افتاده و استخوانهائے پوسیده نظر کرد و گفت خدایا چگونه اینها
را زنده کند بعد از آنکه میر اند قال الله تعالی او کالذی مر علی قریة وهی خاویة
علی عروشها قال انی یحیی هذه الله بعد موتها فاماته الله مأة عام
ثم بعثه منقول است از امام موسی کاظم رضی در وقتیکه از اعدا گریخته پوشیده و
پنهان در اطراف جهان میگشت گذار او بر قریه از قرائے شام افتاد و در آن محل کوهی دید
بغایت عالی که جمعے انبوه از نصاری متوجه قله آن جبل شده بودند از ایشان پرسید
که این چه جماعت است و شما کجا میروید گفتند برین کوه دیری است و در آنجا راهبے است
که هر سال یکبار بیرون آید و ما را از حلال و حرام شریعت [illegible] آگاه کند و مشکلے که باشد حل سازد
امام موسیٰ با ایشان همراهی نموده بر بالائے کوه رفت و چون بدیر رسیدند پیری معمر
بیرون آمد و بر موضعے مرتفع بنشست و همینکه چشم راهب بر موسیٰ بن جعفر افتاد نورے
که از فرق همایون تا بر آسمان مرتفع شده از ینصورت متعجب شده از امام موسیٰ پرسید
که آشنائے یا بیگانه گفتم از شما نیستم گفت مگر تو از امت مرحومهٔ گفت بلی راهب باز پرسید
که از علمائے ایشانی یا از جهال جواب داد که از جاهلان نیستم راهب گفت اسئلک ام تسالنی
موسی گفت ذاک الیک اختیار تراست راهب گفت من بپرسم امام فرمود که هرچه خواهی بپرس
راهب گفت ما و شما میگوئیم که در بهشت درختے است که آنرا طوبی خوانند و ما میگوئیم که اصل آن
در سرائے عیسی است و بزعم شما آنکه در منزل محمد است و علی کلا التقدیرین در بهشت بقعه
و غرفه نیست که شاخے از آن درخت نیست اکنون بگوئے که مثال آن در دنیا چیست
امام گفت مثال او در دنیا آفتاب است که چون بوسط السماء رسد هیچ بقعه نباشد که شعاعے
از شعاع آن در آنجا نیفتد راهب گفت راست گفتی و در معنے را نکو سفتی و از هر
جانب آواز تحسین در آمد باز پیر دیر پرسید که میان ما و شما اتفاق است اهل بهشت
در جنت شراب و طعام و شراب میخورند و از مطعومات و مشروبات کم نمیشود اگر میدانی
بگو که مثال آن در دنیا کدام است امام گفت که مثال آن کتاب خدا است عزوجل

که هرچند اهل تفسیر و تاویل در بطون این سخن گویند و در حقائق و دقایق آن نکتها
پردازند بانتها نرسد و همچنان بر حیثیت خود باشد راهب استحسان نمود و گفت ما و شما
میگوییم که اهل بهشت طعام و شراب بخورند و ایشان را بول و غائط نباشد مثال
او در دنیا چیست امام جواب داد که مثال ان در دنیا جنین است که در شکم مادر از طعام
و شراب که مادر میخورد او را نصیبے باشد و بول و غائط از وے صادر نگردد راهب گفت
راست بیان کردی اکنون مرا خبر ده که کلید بهشت از زر است یا سیم امام گفت از هیچکدام
ملک زبان بنده مومن است که دهن بگرداند و بگوید لا اله الا الله محمد رسول الله راهب گفت
اکنون مسئله دیگر پرسم در جواب ان فرمائی امام گفت اگر جواب بصواب بگویم بدین
ما در آئی گفت بلے و براین عهد کردند انگاه راهب گفت مرا خبر ده از ان دو برادر که
یکشبے از مادر متولد شدند و یکروز بجوار رحمت الهی پیوستند و در حین موت ان
دو برادر یکی مر بست سال عمر داشت و دیگرے صد سال امام در جواب گفت ان
دو برادر یکی عزیر و دیگرے عزیر بودند پسران شرحیا که بیک شکم متولد شدند و بعد از پنجاه
سال که باهم بسر بردند عزیر روزے بمهمی میرفت و باوی قدرے انجیر و انگور و عصیر و
شیر بود گذار او بر قریه از قرائے شام افتاد که خدائے تعالی اهل آنرا هلاک کرده قریه
را ویران ساخته بود و عزیر در خرابے ان نظر کرد گفت (انی یحیی هذه الله بعد موتها)
پس در آنجا بخواب رفت و باری تعالی روح او را قبض فرمود و جسد او را از چشم
مردمان پنهان داشت و گوشت او را بر سباع و وحوش حرام گردانید و آن طعام و
شراب همچنان تازه ماند که هیچگونه تغیری بدان راه نیافت و مرکب او نیز هلاک شده
و بعد از وفات عزیر بچندین سال حق عز و علا باهتمام یکے از ملوک آن قریه را آبادان ساخت
و بعد از صد سال عزیر را زنده گردانید و فرشته آمد و از وے سوال کرد که کم لبثت
جواب داد لبثت یوما او بعض یوم و تردید جواب بواسطے ان بود که اول
پنداشت که آفتاب غروب کرده است بنا بران گفت که یکروز متوقف بوده ام و چون
ملاحظه نمود که خورشید فوق الارض است فرمود که بعضے از روز درنگ کرده ام

آن گفت کہ بل لبثت مائۃ عام فانظر الی طعامک وشرابک لم یتسنہ وانظر الی حمارک وچون عزیر نظر بر استخوانہائے بوسیدہ مرکب خود انداخت دید کہ عظام ان باہم متصل شد واعصاب وعروق ولحم بروے رستن گرفت وبعد ازان قادر مختار پوست دروے پوشانید قال اللہ تعالی انظر الی العظام کیف ننشزہا ثم نکسوہا لحما فلما تبین لہ قال اعلم ان اللہ علی کل شیٔ قدیر انگاہ عزیر بحمار خود نشستہ بخانہ آمدہ وبا برادر خویش عزیر پنجاہ سال دیگر زندگانی کرد وہر دو برادر در یکروز یکی در دولت سالگی ودیگرے در صد سالگی وفات یافتند۔

اگر صد سال مانی ور یکی روز بباید رفت ازین کاخ دل افروز + وچون موسیٰ بن جعفر علیہ السلام بانتہا رسانید راہب گفت ہرچہ گفتی راست گفتی۔ ومن گواہی میدہم کہ خدا یکی است ومحمد صلعم بندہ ورسول اوست وحضار مجلس نیز بموافقت راہب ایمان آوردند۔ اللہم صل علی محمد وآل محمد

احقر الناس مرزا محمد عباس از مظفرنگر

مرتدین عن الاسلام

اخبار وکیل مورخہ ۲۷ فروری راوی ہی موضع نگریا تہانہ علیگڈہ کے بیس مسلمان جو قدیم سے مسلمان تھے حال مین پہر ہندو ہوگئے۔ اسیطرح مقام دہر ولی ضلع فرخ آباد مین دس مسلمان ہندو ہوگئے۔ اور اسکے قبل بہی صدہا مسلمان ہندو بنائے گئے جسپر وہ انجمن حمایت اسلام دہلی اور تبلیغ الاسلام علیگڈہ کی امداد پر قوم کو توجہ دلا رہا ہے۔

مگر اوسکو یہ نہین معلوم ہے یہ سب خرابیان کیون ہو رہی ہین۔ اصلی وجہ اسکی یہ ہے کہ اب اہلسنت مین خارجیت ناصبیت ترقی کر رہی ہے جدہر دیکھو یہی رنگ ہے کہ حضرات اہلبیت طاہرین سے قطع تعلق کیا جائے اونکی توہین کی جائے۔ رسول اللہ کی خطا ظاہر کی جائے جس سے اسلام سے تنفر ہو رہا ہے اور اپنے اصلی رنگ پر آرہے ہین کیونکہ جب اسلام کا مقصد یہی ہے کہ جہانتک ہوسکے

کافرونکی حمایت کیجائے۔ تو ویسی ہی بت وہی اصلی کفر ہے جسمین کم سے کم یہ فائدہ تو ضرور ہوگا کہ وہ لوگ جو
ٹیکس ادا کرتے ہیں اُنکے جرمانہ سے محفوظ رہینگے جو ہر بات پر غریب مسلمانوں سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے
آپکو معلوم ہے خلیفہ دوم کے خلیفہ ہوتے ہی عربوں نے اسلام سے دست برداری کی تھی کہ جب ایسا
شخص خلیفہ رسول ہوگا تو پھر اسلام کہاں رہا اسیطرح خلیفہ دوم کے عہد میں جبلہ بن غسان کتنے
مسلمانوں کے ساتھ مرتد ہوگیا وہی زمانہ پھر آیا کہ جب ہر طرف خارجیت ہی خارجیت ہے تو پھر ایسے اسلام سے
سلام۔

ویسے زمانہ میں تو تلوار ہاتھ میں تھی ہزاروں کو مار کر اُنکو جبراً اسلام قبول کروایا اب
دیکھیے کونسا کرشمہ دکھاتے ہیں کہ اُنکو مسلمان بناتے ہیں۔

اب سے بھی اگر مدعیان اسلام اسلام قبول کریں اہلبیت اطہار کا اسوقت وہ دیکھ سکینگے
تو پھر اسلام سنبھل سکتا ہے ورنہ چندروز میں دیکھ لینا جتنے خارجی ہیں وہ سب مرتد ہو جائینگے
کیونکہ ابتو اہلسنت میں کھلم کھلا بت پرستی ہو رہی ہے پہلے خلفا پرستی تھی اب علانیہ بت پرستی۔
دیکھو اخبار وکیل مورخہ ۲ مارچ تاج الاسلام خواجہ حسن نظامی کا ایک ... مراسلہ دیوی شریف
خانقاہ کی نسبت شایع کرتا ہے جسکے چند فقرات حسب ذیل ہیں۔ سجادہ نشین صاحب کے حامیوں نے
ہمسے یہ بھی کہا کہ بعض درویش حاجی صاحب (حاجی وارث علی شاہ دیوی) کی تصویر پوجتے
ہیں چنانچہ معروف شاہ نامی ایک درویش کی نسبت بیان کیا کہ وہ حاجی صاحب کی حیات
میں اُنکو کھانا کھلایا کرتے تھے۔ اب جبکہ حاجی صاحب کا وصال ہوگیا تو انہوں نے حاجی صاحب
کی قد آدم تصویر بنوائی ہے۔ ہر روز اُس تصویر کے سامنے کھانے کا دسترخوان چنا جاتا ہے اور
اور تمام حاضرین ہاتھ باندھکر عرض کرتے ہیں مولائے کائنات کھانا حاضر ہے۔ اسکے بعد سب
لوگ آنکھیں بند کرکے مراقب ہو جاتے ہیں جب مراقبہ کو تھوڑا وقت گذر جاتا ہے تو دسترخوان اوٹھا لیا
جاتا ہے اور سب لوگ وہ کھانا مولا کا اُلش سمجھکر آپسمیں باہم تقسیم کر لیتے ہیں۔

ہمکو اس صریح بت پرستی کی خبر پر یقین نہ آیا اور اس قصہ کو غلط فہمی یا ذاتی عناد پر
محمول سمجھا مگر شام کو جب ہم حاجی صاحب کے مزار پر گئے تو مغرب کا وقت قریب تھا مقبرہ کے
پائیں ایک چھوٹی سی جگہ میں تصویر پڑی ہوئی تھی دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ معروف شاہ صاحب کی

درویش یہاں رہتے ہیں۔ نماز میں ابھی دیر تھی۔ ہم انکے پاس چلے گئے بیچارے نہایت اخلاق سے پیش آئے۔ اور اپنا کھانا ہمارے آگے رکھدیا۔ اُن کی سادگی اور درویشانہ مدارات نے دل پہ خاص اثر ڈالا۔ بات نہ ہونے پائی تھی کہ اذان ہو گئی۔ اور ہمنے کھانے سے عذر کرکے اُٹھنا چاہا لیکن اس انکار نے درویش کو افسردہ کردیا اور وہ یہ سمجھے کہ کھانے کی ..... سادگی کے سبب ہمنے منظور نکیا۔ چلتے چلتے اُن کے اس خیال کو رفع کیا گیا۔

جونہی ہمنے جھونپڑی سے قدم باہر نکالا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ شاہ صاحب نے طاق کا سرخ پردہ اُٹھایا اور ایک تصویر کے سامنے جو طاق کے اندر آویزاں تھی۔ چراغ روشن کیا لوبان جلایا اور عجیب لہجہ میں کچھ اشعار پڑھنے لگے۔ نعمت اللہ شاہ کی یہ حرکت دیکھکر یقین ہو گیا کہ ضرور یہاں تصویر پرستی ہوتی ہے۔ نماز کے بعد ہم پھر شاہ صاحب کے پاس گئے اور اُن سے سنجیدہ طور پر اس تصویر کی نسبت دریافت کیا۔ شاہ صاحب نے فقیہانہ انداز سے گفتگو شروع کردی اور اپنی دانست میں ثابت کردیا کہ حاجی صاحب کی تصویر رکھنی ناجائز نہیں۔ معروف شاہ صاحب سے ہمنے اس تصویر کی بابت دریافت کیا جس کا چرچا بار بار سنا جاتا تھا اُنھوں نے فرمایا ہاں! چلئے دکھاتا ہوں چنانچہ وہ مجھے مکان کے اندر لیگئے۔ وہاں ایک چوبی الماری میں قدآدم قلمی تصویر جڑی ہوئی رکھی تھی۔ اور تصویر پر پردہ پڑا ہوا تھا۔ الماری کے قریب ایک کاغذ آویزاں تھا۔ جس پہ یہ لکھا تھا۔ ارشاد حضرت قدس سرہ "معروف شاہ اس مرقعکا مرقعہ نہیں ہو سکتا نہ تم ہونے دینا۔

معروف شاہ نے پردہ اُٹھایا۔ اور تصویر ہمکو دکھائی۔ نہایت عمدہ بنی ہوئی شبیہ تھی۔ معروف شاہ نے شبیہ کے قدموں کو ماتھا لگا کر چوم لیا۔ ہمنے دریافت کیا کہ یہ کاغذ کیسا ہے؟ فرمایا حاجی صاحب نے اس مرقع کے تیاری کے وقت یہ لفظ ارشاد کئے تھے۔ اسلئے لکھکر لگا دئے ہیں۔ معروف شاہ صاحب اور نعمت اللہ صاحب دونوں سچے اور دیوانہ وار عاشق واقع ہیں۔ خاصکر الموخر الذکر معروف شاہ صاحب تو بہت ہی پارسا اور نیک معلوم ہوتے ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ غلبہ محبت اور جذبہ شوق کے سبب اُنھوں نے شاہ صاحب کی تصویر کو گھر میں رکھ چھوڑا ہے اگرچہ باوجود تحقیق اس بات کا ٹھیک پتہ نہیں چلا کہ واقعی تصویر کے آگے کچھ نذر کیا جاتا اور

وہ تمام حرکتیں جن کا ذکر اوپر آیا ہوئی ہیں یا نہیں مگر اس میں کچھ شک نہیں ہے کہ انکو تصویر کا اسی قدر ادب لحوظ ہے جتنا کہ خود حاجی صاحب کا وہ کیا کرتے تھے اور یہ بات نہایت خطرناک ہے۔ اسلئے کہ ذوق شوق سے بڑھتے بڑھتے پرستش کی نوبت پہنچ جائیگی۔ اور کہلم کہلا حاجی صاحب کے بت خانقاہوں میں رکہے جانے لگینگے۔ نعمت اللہ شاہ نے تصویر کو اس شان سے طاق میں رکہا ہے اور اوسکے آگے چراغ روشن کرتے لوبان جلاتے پھولوں کے ہار اسپر ڈالتے ہیں۔ گویا وہ نعوذ باللہ کسی شوالے کی مورت ہے۔ بہلا اس میں اور بت پرستی میں کیا فرق ہے؟ نعمت اللہ شاہ تو اُمی آدمی معلوم ہوتے ہیں مگر معروف شاہ صاحب کی قابلیت و علمیت سے امید ہے کہ یہ تصویروں کی تعظیم و تکریم کو مسدود کر دینگے۔ اور اپنے نامور و برگزیدہ خاندان کو بدنام ہونے دینگے۔ ہم مخالفین تصوف کے سامنے عزت و شرم سے آنکھ اونچی نہیں کر سکتے۔ جب وہ اعتراض کرتے ہیں کہ بہلا صوفی اصلاح کیا خاک کرینگے۔ جبکہ خود اصنام پرستی میں مبتلا ہیں۔

اس تحریر سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اس فرقہ میں بت پرستی کی روح کسطرح پھونکی جا رہی ہے۔ پھر کوئی سمجھدار اس مذہب میں کسطرح رہ سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سے قدیم مسلمان اب کہلم کہلا ہندو ہو رہے ہیں کیونکہ عام طور سے صوفی لوگ اولیاء اللہ اہل اللہ کہے جاتے تھے جب اونکی یہ حالت ہے تو وائے بر دیگران۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ **اڈیٹر اہلحدیث** اس خبر کو سنکر جلال فاروقی کیسا اوکہاتے ہیں کیونکہ تصویر ویسے ہونے کے جھوٹ بولنے کیلئے تو بقول خود تیس بیت تجویز کیا تھا۔ اس بت پرستی کے لئے تو درہ عمری سے کام لینا پڑیگا یا اوس حدیث کو یاد کرکے دم بخود ہونگے جو آنحضرت نے خلیفہ اول سے فرمایا تھا یا ابابکر الشرک فیکم اخفی من دبیب النمل یعنی اے ابوبکر شرک و بت پرستی تملوگونکے دلوں میں چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ مخفی ہے۔ بقول رسول خود خلیفہ اول کے دلمیں **شرک جلی** مخفی تھا تو پھر کونسا سنی اس شرک سے انکار کر سکتا ہے۔ (اڈیٹر)

انجمن تعزیہ داری قصبہ کلانور ضلع گورداسپور

(۱) یہہ قصبہ کلانور ضلع گورداسپور راجہ بکرم جیت کے زمانہ سے آباد ہے۔ اس قصبہ کی آبادی

تقریباً ۱۰۰۵ھ ہے۔ راجہ بکرم جیت سے لیکر بادشاہان مغلیہ کے زمانہ تک اسکی حالت اوسط درجہ
کی رہی۔ مگر بادشاہان مغلیہ کے وقت مین یہ قصبہ پایۂ تخت اکبر شاہ بادشاہ ہوا۔ اکبر نے یہین
پر تاج شاہی سر پر رکھا۔ اوسوقت سے اس قصبہ کی آبادی میں بہت ترقی ہوئی۔ شاہی مکانات
بھی یہان تعمیر ہوئے۔ اور ایک باغ بھی گرد تخت تیار کرایا گیا۔ باغ کے چارون گوشون پر چار [illegible]
بنوائے گئے۔ اور ایک چاہ جسکا عرض تقریباً ۸۵ فٹ ہے۔ درمیان باغ تیار کرایا گیا جو ابتک
موجود ہے۔ تخت شاہی بھی اکبر بادشاہ کا قایم ہے۔ مگر شکستہ حالت مین ہے۔ اب اس قصبہ کی
رونق بہت کم ہے۔ اور کوئی وجہ معاش اس قصبہ مین نہین۔ عموماً لوگ گرد و نواح مین جاکر
ملازمت یا کسی دیگر وجہ سے اپنی معاش پیدا کرتے ہین۔ اس قصبہ مین مختلف قومین آباد ہین
مگر تعداد مین تین قومین زیادہ ہین۔ ککے زئی۔ ارائین۔ اہل ہنود۔ اس قصبہ مین
عزاداری امام مظلوم کا رواج بالکل نہین تھا۔ بلکہ اہلسنت جماعت لوگ جنکی آبادی
کثرت سے ہے غم امام حسین سے بالکل بے بہرہ تھے تعزیہ داری ایک معمولی ہوتی تھی۔
اکثر اہلسنت جماعت لوگ تعزیہ بنایا کرتے تھے۔ مگر وہ بھی محض ایک مائدہ کی صورت دیکھکر
جس کو ایک سال کے بنانے مین نفع نہو وہ دوسرے سال نہین بنایا کرتا تھا۔ مگر ایک
تعزیہ خاندان سادات کا جو عرصہ تخمیناً ایکصد سال سے بنتا چلا آتا ہے۔ اور اب
بھی بفضل اللہ بتصدق پنجتن اسی طرح بنتا ہے۔

اس قصبہ مین چھ سات گھر سادات کے ہین مگر انمین سے تین گھرون نے اپنی ایک وجہ معاش
تصور کرکے مذہب اہلسنت وجماعت کو اختیار کرلیا ہے جو کہ بالکل ماتم حسین کا نام
تک لینا نہین چاہتے اور بجز شرارت وغیبت کوئی خوبی نہین رکھتے۔ ابتدائے [illegible]
مین چند سادات نے متفق ہوکر یہ تجویز کی کہ بغرض اقامت عزاداری ایک انجمن قائم
کی جاوے جسکا نام انجمن عزاداری امام مظلوم ہو چنانچہ یہ انجمن بہ امداد خان
بہادر سید محمد شاہ صاحب ریٹائرڈ [illegible] و سید اولاد حسنین صاحب گرداور قائم
ہوئی اور یہ رزولیوشن پاس ہوا۔ ہر ایک سادات اثنا عشری ماہواری تنخواہ پر
۲ پائی فی روپیہ ماہوار چندہ امام مظلوم کی عزاداری کے واسطے داخل کرے چنانچہ

بفضلہ تعالیٰ یہ کام بخوبی انجام پا رہا ہے۔ اس انجمن میں اکثر صاحب اہل سنت الجماعت بھی شامل ہیں

ممبران انجمن حسب ذیل ہیں۔

(۱) جناب خان بہادر سید محمد شاہ صاحب ریٹائر معوبہ دار میجر پریسیڈنٹ (۲) جناب سید اولاد حسین صاحب گرداور وائس پریسیڈنٹ (۳) حقیر سید فیض حسن سکرٹری (۴) جناب مرزا عبد الغفور بیگ صاحب نائب سکرٹری (۵) جناب سید احمد خان صاحب سب انسپکٹر (۶) جناب سید احمد حسین صاحب سب انسپکٹر پولیس۔ سید محمد حسین صاحب قائم مقام سب انسپکٹر۔ سید محمد حسین صاحب سارجنٹ سوئم۔ سید مہدی حسین صاحب ملازم پلٹن ۔ سید لال شاہ صاحب سوار ملٹری پولیس سید صفدر حسین صاحب پٹواری مال۔ و دیگر حضرات ممبر ہیں۔ براہ کرم اس مضمون کو درج اصلاح فرمائیے کہ باعث شکر گذاری ہوگا۔

احقر سید فیض حسین سکرٹری انجمن عزاداری کلانور ضلع گورداسپور

اصلاح آفرین ہو اس ہمت مردانہ پر خدا جملہ مومنین کو اسکی توفیق کرامت فرمائے کہ اقامت عزائے امام مظلوم میں کوشش کریں کیونکہ اسلام کا مدار محبت و اطاعت رسول اللہ پر ہے۔ پھر کیونکر کوئی مسلمان گوارا کر سکتا ہے کہ اپنے پیارے نبی کے نواسہ کا ماتم نہ کرے جو محض اس غرض سے شہید کیا گیا کہ وہ اسلام کو زندہ کرنا چاہتا تھا عذر نیست و نابود کرے اور دین مدعیان اسلام کو جو عزاداری امام مظلوم میں مخل ہوتے ہیں۔

ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے دیگر برادران اسلامی بھی اس انجمن کی تقلید کرینگے اور جہاں جہاں اسکا سامان کم ہو یا نہ ہو باخود یا کسے اتفاق رائے سے ایسی تجویزیں کریں کہ امام مظلوم کے غم میں ہر شخص شاب و ماجور ہو۔ کیونکہ مخالفین دین نے بھی ہر طرف انجمنیں قائم کرکے شروع کی ہیں کہ عزاداری امام مظلوم کو محو کریں۔ لہذا مومنین کو اسکے ابقا اور اجرا میں کوشش کرنا چاہیے اور قوم کی ہر فرد بشر پر ایسی انجمنوں کی اعانت لازم ہے۔ (اڈیٹر)

السفر کا لسقر

کسقدر سچا مقولہ ہے کہ بعض اوقات انسان کو سفر میں وہی مصیبت پیش آتی ہے جس سے وہ سقر سے بچتا ہو۔ اگر تصدیق کی ضرورت ہو تو اڈیٹر صاحب کا سفر دیکھیے جسکی حالت وہ اخبار مورخہ ۱۰ ربیع الاول میں لکھتے ہیں

کو ہین پٹنہ مین کوئی تقریر نہ کرسکا مگر طبیعت نچلی کیسے رہ سکتی تہی - اسلئے مولوی عمر کریم صاحب (جو بخاری اور صحیح بخاری پر بڑی سختی سے جرح کیا کرتے تھے اُن) کا پتہ لگاکر بمعیت محبی مولوی عبد السلام صاحب اور مولوی عبد الہادی صاحب عظیم آبادی اُنکے مکان پر پہونچا الحمد للہ مولوی صاحب کی زیارت سے ہم تینون بہرہ ور ہوئے مولوی صاحب کی صورت کا حلیہ اچھا خاصہ ایک ہندوانہ وضع کا تہا نچلے جسم مین دہوتی اور داڑہی سفید مگر ایسی تراشی ہوئی کہ برائے نام - صبح کی سفیدی کی طرح ایک دہاگہ سا نظر آتا تہا - البتہ خلق اور تواضع مین مولوی صاحب کو حصہ بیشک تہے بیٹہتے ہی معمولی مزاج اور مکان پرسی کے بعد مین نے کہا آپ جیسے عالمون کو جب تقلید کا نام لیتے سنتے ہین تو حیرانی ہوتی ہے کیونکہ تقلید کرنا تو جاہل کا کام ہے نہ کہ عالم کا جواب ملا کہ سب لوگ ابتدا سے مقلد چلے آئے ہین اس لئے ہم بھی مقلد ہین - عرض کیا کہ کسی ایک کا نام تو بتلائیے جو مقلد ہو جواب ملا کہ امام بخاری مقلد تھے - عرض کیا - کس نے لکھا ہے - جواب ملا کہ تاج الدین سبکی نے امام بخاری کو طبقات شافعیہ مین لکھا ہے - عرض کیا کہ سبکی کی اصطلاح اور ہے اس سے تقلید مذہبی مراد نہین اگر تقلید مذہبی مراد ہو تو سبکی نے امام احمد حنبل کو بھی طبقات شافعیہ مین لکھا ہے بلکہ داؤد ظاہری کو بہی - تو کیا یہ دونون امام بھی شافعی کے مقلد تھے - اسپر ذرہ سے دم بخود ہوکر بولے کہ پہران لکھنے والون نے جھوٹ لکھا ہوگا - عرض کیا مین تو کہتا ہون کہ وہ اصطلاح ہی الگ ہے جو شخص سبکی کے طبقات کو دیکہکر امام بخاری کو شافعی کا مقلد کہے اُسنے طبقات سبکی کو نہین سمجہا - بلکہ اُس کو علم سے بھی حصہ نہین ملا - آخر کار مین نے وہ اصطلاح بتلائی جس اصطلاح سے تاج الدین سبکی نے امام بخاری کو طبقات شافعیہ مین لکھا ہے بلکہ جس اصطلاح پر طبقات کی بنا ہے یعنی سبکی اصطلاح ہے کہ جن لوگون کو امام شافعی سے شاگردی کا تعلق ہے خواہ بلا واسطہ ہو یا باواسطہ وہ اُن کو طبقات شافعیہ مین لکہتے ہین چنانچہ سبکی نے شروع ہی مین لکھا ہے الطبقة الاولى الذين لاقوا الشافعي یعنی پہلا طبقہ وہ ہے جنہون نے امام شافعی سے ملاقات اور مجالست کی دوسرا طبقہ اُن لوگون کا ہے جنہون نے اُن ملنے والون سے ملاقات کی اسی اصطلاح سے وہ امام احمد حنبل اور داؤد ظاہری کو بھی طبقات شافعیہ مین لکھتے ہین - یہ نہین کہ سبکی وغیرہ امام بخاری وغیرہ کو شافعی کا مقلد جانتے تھے ایسی بے ثبوت بلکہ بدیہی البطلان بات کون کہ سکتا ہے

کہ امام بخاری جیسے عالی شان مجتہد اعظم کو کسی مجتہد کا مقلد کہے اسکا جواب مولوی صاحب نے کچھ نہ دیا
آخر بات ادہر پہونچی کہ قرآن و حدیث سے تقلید کا ثبوت نہیں ملتا۔ اجماع سے ہے۔ عرض کیا گیا کہ پہلے
اجماع کی تعریف سنئے کہ امت محمدیہ کے مجتہدین کا ایک زمانہ مین کسی دینی کام پر متفق ہونا۔ پھر اسکا
ثبوت دیجیے کہ کب اور کس زمانے مین تقلید پر اجماع ہوا۔ جواب دیا کہ ایسا اجماع کبھی نہیں ہوا۔
پس جب ایسا اجماع نہیں ہوا تو دوسرا کوئی اجماع حجت ہی نہیں نتیجہ صاف ہے کہ تقلید شخصی
نہ قرآن سے ثابت ہے نہ حدیث سے نہ اجماع سے اسپر مولوی عبد الہادی صاحب نے کہا کہ اس کو لکھ
لینا چاہیے مولوی عمر کریم صاحب نے فرمایا ہاں ہم لکھ دیتے ہیں مگر ساتھ ہی اسکے خلافت کو بھی لکھ دینگے
گے کہ وہ بھی نہ قرآن سے ثابت ہے نہ حدیث سے نہ اجماع سے۔ ہم نے کہا اُسکا یہان ذکر ہی کیا۔
جب آپ رافضی بنکر تبرا کرینگے تو ہم آپ کو قرآن شریف ہی سے خلافت کا ثبوت بتلا دینگے بولے
کہ اب بتلاؤ مین نے کہا اب کیا موقع ہم مین آپ مین خلافت کی بابت کوئی نزاع نہیں مگر آخر تک
آپ اسی بہانے پر اڑے رہے اور رلکھنے کا موقع نہ آیا۔

اس تحریر سے آپکو یہ تو بخوبی معلوم ہو گیا ہو گا کہ **خلافت کی کیا حقیقت ہے**۔ کیونکہ فریقین
سنی ہین۔ عالم ہین۔ عالم بھی زبردست اور مشہور ایک ان مین حنفی ہین دوسرے دو تین وہابی
مذہبی مناظرہ ہو رہا ہے مگر دوستانہ نہ معاندانہ۔ وہابی صاحب کہہ رہے ہین تقلید قرآن سے نہین ثابت ہے
نہ حدیث سے نہ اجماع سے دوسرے وہابی صاحب رای دیتے ہین کہ مولوی عمر کریم صاحب سے لکھوا لینا
چاہیے۔ مولوی عمر صاحب حنفی عالم اسکے جواب مین فرمایا ہان ہم لکھ دیتے ہین مگر اسکے ساتھ ہی
یہ بھی لکھینگے کہ خلافت بھی نہ قرآن سے ثابت ہے نہ حدیث سے نہ اجماع سے
اس کلمۂ حق کا سننا تہا کہ مصداق فبہت الذی کفر بنگئے ساری حدیث دانی بہول گئی
نہ کوئی شعر یاد رہا نہ کوئی لطیفہ جانتے کہ یہ شعر یہان کسقدر موزون ہے ؎

خط جو لکھتے ہین تو لکھے نہین دیتے ہین رقیب ماجرا یہی کم از قصہ قرطاس نہین

مولوی ثناء اللہ صاحب تو انکو اپنی چالاکی جانتے ہین کہ بات کو کاٹ دیا اور کہا وہان
اسکا ذکر ہی کیا جب آپ رافضی بنکر تبرا کرینگے تو ہم آپکو قرآن شریف ہی سے خلافت کا ثبوت
بتلا دینگے۔ کیونکہ اب رافضی بننے مین عذر ہی کیا رہا جب انہون نے صاف صاف کہہ دیا:

مگر رسالہ میں اسکے خلاف کوئی لکھینگے کہ وہ بھی نہ قرآن سے ثابت ہے نہ حدیث سے نہ اجماع سے ہاں
کیا اسکے بعد اور بھی کوئی بات باقی رہتی ہے تب یا تو اسکو خود لازم ہے کہ جو خلاف قرآن وحدیث
و اجماع ہے وہ نہ لکھتی۔

مگر یہ خیال ہین اڈیٹر صاحب نے غلطی کی تحریرا ون سے نہ لی کہ لیئے اخبار مین شایع کردیتے جس
سے کم سے کم اونکو یہ فائدہ تو ضرور رہتا کہ مولوی محمد کریم صاحب کو رافضی کہکر بدنام کرتے جیسا کہ اونپر
المفضہ پر چند مرتبہ اس کا اتہام لگایا گیا۔ اور وہ کچھ دلون متاثر بھی ہوئے کہ اشاعت جرح علی
البخاری کو کچھ دنون ملتوی کیا کیونکہ **رافضیت** کا وزنی الزام بڑے زور و شور سے لگایا جا رہا تھا

مگر ہان مولوی ثناء اللہ صاحب جانتے تھے کہ مولوی محمد کریم صاحب کوئی معمولی شخص نہین ہین
نام نامی انکا بجائے خود حیثیت کی کافی ضمانت کرتا ہے مشہور عالم اور نامور رئیس ہین اونپر کب یہ
بے بنیاد حملہ چل سکتا تھا کہ کوئی اونکو رافضی کہسکے۔ اگر وہ رافضی ہون تو اسکے مطلب یہ ہونگے کہ دنیا
مین کوئی سنی ہی نہین پھر اونکا تحریری ثبوت لینا مذہب اہلسنت کو برباد کرنا تھا۔

ہاے اس فرقہ کے ہاتھون شیعون کی ہمیشہ حق تلفی ہوئی تو تحریر رسول اللہ اس طرح رد کی گئی
مولوی محمد کریم صاحب کی تحریر اس طرح رد کی گئی جس سے کم سے کم یہ فائدہ تو ضرور رہتا کہ ایک سنی و
عالم اہلسنت کی تحریر اس مضمون کی دکہائی جاتی کہ وہ خلافت کے نسبت صاف صاف
اقرار کرتے ہین نہ قرآن سے ثابت ہے نہ حدیث سے نہ اجماع سے۔

ہان اگر اڈیٹر صاحب برا نہ مانین تو مستعد یہ عرض کرنا بیجا نہوگا کہ مناظرون مین ذاتیات کا لانا
نہایت مکروہ و نامناسب ہے جو آپنے مولوی صاحب کے حلیہ کے نسبت لکھا وہ مولوی صاحب کی صورت
کا حلیہ اچھا خاصا ایک ہندوانہ وضع کا تھا تھے جسمین دہوتی اور داڑہی سفید مگر ایسی ترشی
ہوئی کہ براے نام صبح کی سفیدی کی طرح جہلک دیا کرتا سا نظر آتا تھا کیونکہ صورت شکل وضع
ہر ملک کی علحدہ ہوتی ہے جس سے نہ علم کو تعلق ہے نہ اسلام سے۔

آپسے اور اونسے کتنا مناظرہ ہے جسکی تحریک نہ مولوی محمد کریم صاحب کی تحریر مین کہین یہ
بھی نہ دیکھا کہ اونہون نے آپکی کہا کہیا آپکے خاندانی حرد کو پھر یہ کیسی
شرافت ہے جو آپ ان امور پر نہ آتے ہین۔

صبح کی سفیدی کو دہاگہ سے تمثیل دینے مین آپکو شاید آیہ حتی تتبین لکم الخیط الابیض یاد پڑ گیا
آپکے عالی دماغ و الافہم صحابہ سفید و سیاہ ڈورے پیرون مین باندہ لیتے تھے تاکہ جب تک دونون مین
تمیز ہو کہاتے پیتے عیش آرام کرتے رہین۔

ہم امید کرتے ہین کہ اس کی پوری حالت آیندہ نمبر مین **اہل فقہ** کے ضرور شایع ہوگی اور جناب
مولوی عمر کریم صاحب پورا واقعہ لکھینگے۔ اور مین بھی اس سفرنامہ کا بقیہ حصہ آیندہ شایع کرونگا۔
انشاءاللہ کیونکہ رسالہ قریب طیاری ہو چکا تھا۔ (باقی آیندہ)

سنیان لکھنو

گذشتہ نمبر مین ہم سنیان لکھنو کی گرفتاری کا حال لکھ چکے ہین کہ روز اربعین ۴۸ سنی اس جرم مین ماخوذ ہوئے کہ
اونھون نے نہ صرف حکم خدا و رسول سے مخالفت کرکے جھنڈا اٹھایا۔ بلکہ گورنمنٹ سے بغاوت کرکے چار یاری علم اور چار یاری
جھنڈا اٹھا جسکا یہ لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ اڈیٹر اخبار النجم لکھتے ہین۔

۲۹۔ مارچ کی پیشی۔

مقدمہ کی آخری پیشی ۲۹۔ مارچ کو حکم سنانے کیلئے مقرر ہوئی تھی چنانچہ اس تاریخ مین وہ ۲۳ سنی جنہون نے کہا تھا کہ
ہمنے مدح صحابہ پڑھی ہے اور ہم ہمیشہ پڑھینگے ہم اسکو ترک نہین کرسکتے کیونکہ یہ ہمارا مذہبی کام ہے۔ اور نیز وہ تین جنہون نے
کہا تھا کہ ہم اس مجمع مین شامل نہ تھے بلکہ اپنے کسی کام سے آئے تھے پھنس گئے اور نیز چار ہندو یہ سب عدالت مین موجود تھے
صاحب مجسٹریٹ بہادر نے ۲۶ سنیون کو تین تین ماہ قید کا حکم سنا دیا اور ہندوؤن پر ۲۰۔۲۰ روپیہ جرمانہ کیا
اس حکم کے سنتے ہی سنیون کی طرف سے نقل کی درخواست دیگئی تھی مگر مسٹر بہادر جی سنیونکے بیرسٹر چونکہ اس وقت بیمار تھے
لہذا انکے آنے مین کچھ دیر ہوئی اور نتیجہ یہ ہوا کہ وقت گذر گیا اور صاحب سشن جج بہادر کے یہان درخواست ضمانت نہ
گذر سکی، دوسرے دن کو تعطیل ہے لیکن جج صاحب نے آنے کا وعدہ فرمایا ہے لہذا دوسرے دن درخواست ضمانت دی
جائیگی اور اپیل داخل ہوگا۔

جسوقت یہ ۲۳ سنی گاڑیون پر سوار کرکے جیل خانہ بھیجے جانے لگے اسوقت لوگون نے انکو پھول کے ہار پہنائے اور
ان لوگون نے باواز بلند مدح صحابہ پڑھنا شروع کی اور اسی طرح پڑھتے ہوئے تمام راستہ قطع کیا مگر
جب عدالت کیطرف سے ایک گرامی پچاس آدمیون کا مجمع ہے ہمکو طلب کیا گیا ہے اور جب اپیل تاریخ پیشی مقرر ہوگی

سال گزشتہ مین جب چوک کے مقدمہ مین پلیس کے فرائض مین دست اندازی کرنے اور ملازمان پولیس سے لڑنیکے جرم مین شیعونکو سزا ہوئی تھی تو ایڈیٹر صاحب رسالہ شیعہ نے ایک طویل مضمون لکھا تھا جس مین حکام کی بھی پوری توہین کی تھی اور اپنے قیدیون کو امام زین العابدین سے تشبیہ دی تھی مگر اونکو یاد رکھنا چاہیے کہ اس تشبیہ کا موقع یہ ہے نہ وہ۔ امام ممدوح معاذ اللہ گالی بکنے اور کسی کو بیجا طور پر مارنے پیٹنے کے جرم مین قید نہین کئے گئے تھے۔"

اس ابتدائی نتیجہ پر تو پہلے ہم اڈیٹران اخبار وکیل والبشیر کو مبارکباد دیتے ہین کہ آپکی آرزو بر آئی نخل امید ثمر لایا کیونکہ وکیل نمبر ۲ مارچ کو لکھا تھا: کہا جاتا ہے کہ سنیونکے قانون مشیرون نے یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ جبتک ایکر کنو حکام کے احکام کی خلاف ورزی عمل مین نہ آئیگی عدالت سے اسکے جواز و عدم جواز کا تصفیہ نہو سکیگا۔ اگر یہ صحیح ہے تو خیال ہوتا ہے کہ مقدمہ معمولی نہ رہیگا بلکہ بطور ٹیسٹ کیس (آزمائشی مقدمہ) کے عدالتونکی ساری منزلین طے کریگا اور بہت سی اہم و پیچیدہ تنقیحات اسمین پیدا ہونگی۔ لیکن جب ہم ایسے مقدمہ کی صعوبات و اخراجات پر نظر ڈالتے اور اصل بنائے اختلاف پر غور کرتے ہین تو قوم کی بدنصیبی پر بے اختیار رونا آتا ہے اور سخت افسوس ہوتا ہے کہ ہم اپنے فرضی یا اصلی مراسم دینیہ کے تصفیہ و استقرار حقوق کی خاطر عدالتون سے مدد لینے پر مجبور ہون اور باہم کوئی سمجھوتہ نہ کرسکین صفحہ ۶۔

اس عبارت سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اس مقدمہ کی بنیاد کسی فوری اشتعال یا وقتی جوش پر نہین ہے بلکہ قصداً یہ مقدمہ قائم کیا گیا ہے کہ حسب ہدایت مشیر قانونی فرقہ اہلسنت وجماعت نے قصداً خلاف ورزی قانون کی ہے اور گورنمنٹ کے حکم صریح کی مخالفت کی ہے کہ اس مقدمہ کو آگے بڑھائین اور عدالت کی ساری منزلین طے کرکے ایک امر نو ایجاد کی اجازت حاصل کرین

وکیل پر ہمکو افسوس آتا ہے کہ وہ اس مقدمہ کی صعوبات و اخراجات پر افسوس کرتا ہے مگر اپنی قوم کو یہ ہدایت نہین کرتا کہ تم کس امر لغو مین کیسا نقصان اٹھا رہے ہو جس سے نہ خدا راضی ہو نہ رسول خوش بلکہ تم تفرقہ اندازی چاہتے ہو اور رہی سہی اتحاد کو خاک مین ملا رہے ہو جس سے مدۃ العمر ایک ایسا اختلاف پیدا ہوگا کہ قیامت تک خون کی ندیان بہینگی اور ایکروز کے لئے بھی فریقین کو آسائش نہ نصیب ہوگی۔

وکیل یا دیگر قانونی مشیرون نے اسپر نہین غور کیا کہ ہز آنر لفٹنٹ گورنر بہادر نے کتنی تحقیقات کے بعد یہ حکم نافذ کیا ہے کیونکہ اونہون نے ۸ ممبرونکا ایک کمیشن مقرر کیا جسمین دو عیسائی۔ دو ہندو۔ دو سنی۔ دو شیعہ تھے جنہون نے بالاتفاق اس نظم چاریاری اور چاریاری جھنڈا کو دلآزار اور دلشکن قبول کیا تب ہز آنر نے بصورت قانون اس رزولیوشن کو پاس کیا کہ اسکا پڑھنا جرم ہے۔

بہرحال آخری نتیجہ جو ہوگا وہ دیکھا جائیگا سردست تو اسیقدر دیکھنا ہی کہ اہلسنت نے کس دل و داغ سے گورنمنٹ کی مخالفت دکھانی شروع کی ہی کہ ادہر ۲۰ ملزمونکو تین تین مہینہ کی قید سخت کی سزا دی گئی۔ اودہر سینیون نے اونپر ہار پھول برسائے اور دم چار یار کا نعرہ لگایا۔

ابھی چندروز کی بات ہی کہ جب کلکتہ بمبئی۔ ناگپور وغیرہ مین انارکسٹونکی سزا ہوئی تھی اور بجرم بغاوت سرکار گرفتار ہوئے تھے تو بنگالیون نے اونکے ساتھ اس سے بدرجہا زیادہ اس اعزاز کو خرچ کیا تھا کہ ہار اور پھول اونپر ڈالے گئے تھے اور "بندے ماترم" کا نعرہ بلند کیا گیا تھا۔ یہ اوسکی دوسری نظیر قایم کی گئی کہ سینیون نے بھی پہول ہار ڈالے اور دم چار یار کا نعرہ لگایا۔

لہذا ہر صاحب فہم کیلئے نتیجہ پہلے سے طیار ہی کہ جو حال کار اون بنگالی باغیونکا ہوا۔ وہی بلکہ اوس سے بدتر ان سینیونکا ہوگا۔ کیونکہ سینیونکی تعداد ہندوؤنسے یقینی کم ہی۔ انکی تعلیم اونسے یقیناً کم ہی۔ انکی قوت اونسے یقیناً کم ہی جب گورنمنٹ نے ایسے شورہ پشتون مفسدونکی پروانہ کی تو یہ قومین جنمین زیادہ کنجڑے۔ کبڑے۔ قصائی ہین کس شمار مین ہین۔

ہان اڈیٹر وکیل۔ البشیر کو اون بنگالی اور مرہٹے اخبارونکے اڈیٹرونپر بھی نظر رکھنا چاہیے جو اسی قسم کی تحریرونکی بدولت کیا گیا نتایج بھگت رہے ہین نہ گورنمنٹ کی قوت کمزور رہی نہ قانون بودہ ہے نہ آپلوگونکی کوئی وجاہت ہی نہ اقتدار پھر دو کس بہتے پر تتا پانی"

اڈیٹر صاحب النجم آپکو اپنی حقیقت بخوبی معلوم ہی کہ لکھنؤ کے شرفا آپسے تخاطب بھی نہین پسند کرتے کیون ناحق اپنے فرقہ کے ضعیف اور کمزور اشخاص کو مبتلائے مصیبت کر رہے ہین آپنے مانا وہ خلفائے ثلثہ سے زیادہ قوی دل ہین۔ کیونکہ خلفائے ثلثہ بوقت جنگ فرار کر گئے تھے اور یہ ثابت قدم رہے۔ خلفا مین کوئی بزدل کوہی بنا ہوا کوہ احد پر اوجھل رہا تھا اور یہ سب حکم قید سنکے خوش رہے۔ تو اس سے کیا۔ کیا بنگالیون سے بھی زیادہ تیز ہین۔ پھر کیون ناحق اصلاح کا بہرہ دیگران غریبونکو آپ مبتلائے عذاب کر رہے ہین۔

اگر آپنے ان قیدیونکو مشابہ جناب امام زین العابدین بنایا تو ہمکو چندان تعجب نہین مگر آپکے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کی روح تڑپے گی کہ اسیری اہلبیت طاہرین سے اونہونے انکار کیا تھا۔

اگر جناب امام ؑ آپکے خلفا کو ناجائز اور غاصب نہ جانتے تھے تو آپ ہی ایمان سے بتائے کس جرم پر قید کئے گئے۔ کیا حضرت بھی معاذ اللہ چار یاری جھنڈا اٹھاتے تھے جو قید کئے گئے۔

ہان چونکہ آپکی ناصبیت تمام عالم کو معلوم ہے اسلیئے اسکی بہی شکایت نہین ہوسکتی کہ آپنے ان اشراف کو جو کنجڑے اور کنجڑے قصائی تہے مشابہ امام معصوم بنایا۔

کیا جناب امام زین العابدینؑ پر بہی پہول ہار برسائے گئے تہے۔ اسی سے معلوم ہوا کہ آپکے قیدی کسطرح ویسے نہ تہے۔ مگر مین یہ بہی نہین کہسکتا کہ مسٹر تلک یا لالہ لاجپت رای کے ایسے قیدی ہین کیونکہ وہ دونو فرقہ ہندو کے شریف اور لیڈر تہے۔ ہان اگر اوس درجہ کا کوئی قیدی آپکے یہان ہو تو اونکا مشابہ کہا جاسکتا ہے۔ لہذا اڈیٹر شیعہ نے اگر شیعہ قیدیونکی تسلی کیلئے یہ کلمات لکہے تہے تو آپ اس سے کوئی فائدہ نہین اوٹہا سکتے کیونکہ وہ سب مظلوم سادات و اشراف سے تہے۔

اڈیٹر صاحب ہم دوستانہ صلاح دیتے ہین کہ آپ بہت احتیاط سے کام لیجئے امت محمدی کو مبتلائے عذاب نہ کیجیے گورنمنٹ پر آپکا کوئی راز مخفی نہین۔ گورنمنٹ بہت گہری نظر سے سبکو دیکھ رہی ہے اور سمجھ رہی ہے کہ بغاوت کا مادہ کس کس فرقہ مین کسقدر بہرا ہوا ہے وہ نہایت مدبرانہ اور ہوشیاری سے تمام ملک پر حکومت کر رہی ہے۔ فرنگی محل مین رہنے سے فرنگی نہین ہوسکتے اور فرنگی ہو کر بہی جرم بغاوت سے نہین بچ سکتے۔

حالات ایران

ایران کی حالت اس اعتبار سے تو بدتر ہو رہی ہے کہ محمد علیشاہ کے قوی کمزور ہو رہے ہین اور اس اعتبار سے بہتری کیجانب مائل ہے کہ قوم کا ہر طرف تسلط بڑہ رہا ہے ہر شہر پر ہر قریہ پر قبضہ آزادی پسندونکا ترقی کر رہا ہے۔ نہ کوئی صورت مصالحہ ہے نہ دولت و ملت مین اتفاق کی امید شاہ اپنی ضد اور اصرار پر قایم ہین۔ قوم ہر طرف سے اپنے حقوق مغصوبہ کو حاصل کر رہی ہے۔

ارفع الدولہ چاہتے ہین کہ سلطنت و ملت مین صلح ہوجائے شاہ پوچہتے ہین صلح کیسے ہوگی۔ حجج اسلام نجف اشرف دام ظلہم العالی بذریعہ انجمن سعادت جواب دیتے ہین۔ قوم تو صرف اپنے حقوق مغصوبہ کی طالب ہے کہ پارلیمنٹ قائم ہو قانون اساسی پر عمل شروع ہو ظلم کا باب بند کیا جاے پہر خود بخود صلح ہے" اس جواب نے اور بہی سلطنت کے ہوش گم کر دئے کیونکہ علما نے یہ جواب بذریعہ انجمن سعادت دیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ ارفع الدولہ کو ذاتی طور سے مراسلات کا حق نہین ورنہ بذریعہ انجمن کیون جواب دیتے۔ دوسرے علما فرماتے ہین اب صلح کیسی قوم اپنے حقوق کی طالب ہے حقوق اوسکو مل جائین تو صلح ہی صلح ہے اور حقوق قوم اوسیوقت حاصل ہوسکتے ہین جب شاہ سے بہی قصاص لیا جائے۔

حالات طہران - طہران کی حالت ایک عرصہ سے تیرہ و تار ہے ۔ بعض علماء ۔ سفارت خانہ عثمانی میں پناہ گزین ہیں ۔ ہم نے پچھلے نمبر میں لکھا تھا کہ چار آدمی بزرگان قوم سے جو کہ اسی تھیلے تھے سفارت خانہ عثمانی سے باہر بغرض شہر مین آئے کہ کچھ سامان خورد و نوش بیچائین جنہین دا ایک تو مرزا باقر خان تھے دوسرے مرزا ابوالقاسم خان تیسرے اسمعیل خان چیاوچوتھے اسمعیل خان تبریزی - یہ چارون بزرگ گرفتار کر لیئے گئے اور شاہ کے دربار میں بھیجے گئے ۔ شاہ نے پوچھا اب بھی تم لوگ سلطنت مشروطہ کے طالب ہو - اسمعیل خان نے جواب دیا ایران کا ہر ذرہ خواستگار ہے اور ہر مسلمان اسکا طالب - شاہ کو مناسب ہے کہ جہانتک جلد ہو سکے قوم کی آزادی کا فرمان جاری کرے ۔ شاہ نے انکی قتل کا حکم دیا اور داخل حرم سرا ہوئے جلادون کو تعمیل حکم مین تامل ہی نہین تھا کہ قتل کرین ہر چند حکم شاہی صادر ہو رہا ہے مگر وہ اسکی جرات نہین کرتے آخر امیر بہادر نے خود اپنے ہاتھ سے اسمعیل خان کے سینہ پر ایک خنجر مارا اور جلادونکو حکم دیا اسکا کام تمام کرو - اسمعیل خان نے پہلے سفارتخانہ عثمانی و انگلشی کا پروانہ دکھایا کہ شیخون سفارتخانے کے پناہ گزینون سے ہے امیر بہادر نے دونون دو اتونکے حق مین کلمات ناشائستہ استعمال کیئے -

اوسوقت اسمعیل خان رو بہ قبلہ کھڑے ہوئے اور کہا -

اے مسلمانو ! گواہ رہو مین نہ بابی ہون نہ نیچری نہ لامذہب - مین مسلمان خالص ہون پیرو احکام آیات اللہ نجف اشرف میرا گناہ صرف مقصد یہ ہے کہ احکام نواب امام زمان کی پیروی کی - اے مادر عزیز وطن تو گواہ رہ کہ مین صرف اس جرم مین مارا جاتا ہون کہ تیری خلاصی مین کوشان تھا - اے امام زمان اے حجۃ عصر آپ دیکھ رہے کہ محض آپکے نواب کی پیروی مین مارا جاتا ہون اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمدا رسول اللہ و اشہد ان امیر المومنین علیا ولی اللہ - لا الہ الا اللہ زندہ رہے قانون اسلامی اور قایم رہے قانون مشروطیت ،،

جب ان کلمات کو کہہ چکے تو امیر بہادر وغیرہ اوسپر جھک پڑے اور پہانسی دیدی - اور جسم اوسکا دروازہ باغ شاہ پر آویزان کیا گیا - انگریزی اخبار کے نامہ نگارون نے آکر اسکا فوٹو لیا او ظہر سے تا بغروب آفتاب اوسی طرح اوس کا جسم آویزان رہا انا للہ و انا الیہ راجعون -

شاہ نے چاہا کہ باقی تین اشخاص کو بھی اسیطرح ہلاک کرین مگر چونکہ سفراء دول کو اس واقعہ کی خبر مل چکی تھی اونہون نے فورا باز پرس کی اور نہایت سختی سے اونلوگون کا مطالبہ کیا کہ چونکہ وہ لوگ ہماری پناہ مین داخل ہو چکے ہین لہذا بغیر تحقیقات جرم بمقابلہ سفراء آپ سزا نہین دے سکتے لہذا شاہ مجبور ہوئے -

اسمعیل خان مرحوم کی نسبت بھی سفیر گورنمنٹ انگلیشیہ نہایت سختی سے باز پرس کر رہا ہے شاہ نے جواب دیا ہے کہ ہم

قتل نہین دیا امیر بہادر کا یہ فعل ہے ہنوز یہ مسئلہ زیر تجویز ہے -

اس واقعہ سے اور بھی لوگ پریشان ہین اور جیسے جیسے جس سفارت خانہ مین پناہ لی تہی اب سب وہی سفارتخانہ مین مقیم ہین

بروز عاشورہ میر علی اکبر تبریزی شریک روضہ خوانی تھے کہ حکومت کے سپاہی نے بندوق سے قتل کیا - ۱۴ محرم تک اوس مظلوم سید کی نعش یونہی رکہی رہی اور انتقام کا مطالبہ تھا - قاتل محبوس تھا کہ حکومت نے تمام سپاہیونکو او بہالا اور قاتل کو رہا کرالیا ۲۶ محرم کو سردار افخم - مدبر الملک کی مہمانی مین گئے تھے کہ چند مجاہدین قفقاریہ مسلح وہان وارد ہوئے اور بالاخانہ پر چڑہ گئے اور سبکو ہلاک کیا - اور جب وہان سے واپس آئے تو جتنے لوگ ملازمین دفتر و فوج تہے سبکو ہلاک کیا او کل محکمہ پر قبضہ کیا -

ان مجاہدین کی تعداد چالیس سے زیادہ نہ تہی - اور حکومت کے سرباز وغیرہ پانسو چھ سو سے زیادہ تھے مگر ایک ساعت مین سبکو ہلاک کیا اور کل دفاتر پر مجاہدین کا قبضہ ہے شہر مین ہر طرح امن و امان ہے ہر قسم کی انجمنین قائم ہین اور ہر طرح کا انتظام بخوبی ہو رہا ہے -

قزوین کا حاکم بہی اسیطرح مارا گیا طہران مین تلاطم برپا ہے - خراسان مین بہی بہی طوفان قایم ہے - اصفہان کاشان - قم صمصام السلطنہ بختیاری کے قبضہ مین ہے - تبریز و اطراف آذربایجان - سپہ سالار ستار خان کے قبضہ مین کرمان مین بہی قوم کی حکمرانی ہے - گیلان - رشت بھی مشروطہ خواہون کے ہاتہ مین ہے -

شاہ کی حکومت مین صرف اردبیل ہے - اور قبور سلاطین قاجاریہ یا باغشاہ طہران اور امیر بہادر جنگ یا شیر السلطنہ ولیا کوف روسی -

۳ ربیع الاول کا تار مظہر ہے کہ بوشہر مین بہی کل محکمون پر قوم کا قبضہ ہے اور ہر طرح کا انتظام مکمل ہے چنانچہ دولت انقلاب انگلیش نے اپنا جنگی جہاز حفاظت کے لئے روانہ کیا ہے -

۵ ربیع الاول کا تار مظہر ہے کہ بوشہر مین کسیطرح کی جنگ نہین ہوئی نہ کوئی شخص وہان سلطنت مشروطہ کا مخالف ہے نہ جنگ کا احتمال ہے - حالانکہ یہان خوف تہا کہ خونریزی ہوگی کیونکہ طرفداران سلطنت کی تعداد زیادہ تہی مگر کسی نے مخالفت نہین کی اور قوم نے بہ آسانی قبضہ کر لیا - اسیطرح دیگر بنادر مین بہی مشروطہ خواہون کا قبضہ ہو رہا ہے -

بندر عباس بہی حجۃ الاسلام آقا سید عبد الحسین صاحب دام ظلہ کے قبضہ مین ہے کسی قسم کی خونریزی ہوئی نہ لڑائی مگر کرمان وغیرہ سب مشروطہ خواہ ہو گئے اچہا ہو کہ بلوچستان کوہستان سبہ ہوت - بندر عباس ہر مقام پر

پر حجۃ الاسلام داخلہ کی حکومت ہے۔
۲۰ ربیع الاول کا تار مظہر ہے کہ پیٹرسبرگ میں یہ خبر شایع ہو رہی ہے کہ ستار خان نے تبریز سے اطلاع دی ہے
کہ شہر تبریز ہر طرح اذوقہ سے مملو ہے اگر دول خارجہ نے شاہ کی امداد نہ کی تو کسیطرح ممکن نہیں تبریز کو تسخیر کر سکیں
تبریز کی آخری خبر یہ ہے کہ عین الدولہ (گورنر شاہی) سخت مغلوب ہوئے شاہی فوج کے پانچسو آدمی مارے گئے
۷ اسیر ہیں باقی لوگ فرار کر گئے راہ جلفا کشادہ ہے۔
جناب ستار خان تار دیتے ہیں کہ تبریز کی نسبت اکثر خبریں غلط مشہور ہو رہی ہیں۔ ہرگز قابل اعتماد
نہیں تبریز کی حالت روز بروز بہتر ہو رہی ہے۔ اذوقہ وافر ہے انتظام مکمل ہے کسی طرح محل خطرہ نہیں۔
صمد خان نے بھی فرار کیا جو دوسری طرف سے تبریز کے محاصرہ پر مامور تھا۔ سالار علی نے دو ہزار فوج سے
حملہ کیا صمد خان شکست فاش کھا کر جانب خطیب روانہ ہوا۔
صمد خان نے ۵ صفر کی جنگ میں جانب ساولان (نام دہات) فرار کیا۔
۷ صفر کو استرآباد و مازندران میں بھی انقلاب عظیم پیدا ہوا۔ شاہی حکام کو معزول کیا اور
تمامی محکمہ جات پر قوم کا قبضہ ہے انجمن جاری ہے انتظام بخوبی ہو رہا ہے۔
مجاہدین رشت نے منجیل رودبار پر بھی قبضہ کیا۔ اب تمامی مجاہدین آذربائجان و گیلان کا مجمع
قزوین میں ہے وہاں سے جانب طہران حرکت کا ارادہ ہے۔
محمرہ سردار اسعد۔ آقا مرتضی قلیخان۔ آقا مرزا شکر اللہ خان معتمد خاقان وارد محمرہ ہوئے۔ یہاں بھی
انجمن قائم کی گئی اور شاہ کو تار دیکر مشروطیت کا اعلان دیا۔
شاہ کی شقاوت نے یہانتک ترقی کی کہ خود مشہد مقدس کے ایک گنبد طلائی کو اسنے توپ سے اڑوا دیا
اب حد ہو گئی۔
ٹرکی میں ناگہانی انقلاب: قسطنطنیہ سے اطلاع ملی ہے کہ ٹرکی وزیر عدالت قتل کر دیا۔ وزیر بحری
زخمی ہوا۔ اور وزیر جنگ کو قید کر لیا ہے۔ ۷ قیدی ہلاک اور ۳۰ مجروح ہوئے ہیں۔
شمسی پاشا جو جنگ یونان کے زمانہ میں کمانڈر تھے وہ کل شب کو وزیر جنگ مقرر ہوئے ہیں جو یلدیز کوشک
سے استنبول کو روانہ ہوئے۔ فوج نعرے لگاتی اور باجے بجاتی ان کے ہمراہ تھی۔
باغیوں نے پارلیمنٹ کے راستے بند کر دئیے ہیں ایوان میں ایک ارادہ دفعۃً پڑھا گیا جسمیں کہ نٹ کے

استعفے منظور کیا گیا اور جدید وزارت کے مرتب ہونے کا حکم دیا گیا تھا اور باغیوں کو معافی دیگئی تھی یہ بھی اعلان ہوا ہے کہ آیندہ شرعی قانون پر عمل ہوگا۔ اس لئے فوج بارکونکو اور عوام الناس اپنے اپنے کام پر واپس چلے جائیں اس پیغام پر سلطان کے لئے نعرے بلند کئے گئے۔

ایک مبعوث امیر ارسلان کو ایک دوسرے شخص کے دھوکہ میں قتل کر دیا گیا جس شخص کے قتل کا ارادہ تھا۔ اسکا نام حسین جاہد ہے اور وہ ینگ ٹرکش پارٹی کے ایک ارگن اخبار کا اڈیٹر ہے۔

(بعد کی خبر) ترکی بغاوت کے اندرونی اسباب ہنوز نامعلوم ہیں لیکن انجمن اتحاد و ترقی کو شکست دینا اصل مقصود ہے جسکے لئے لبرل پارٹی اور نو قائم شدہ محمدی لیگ نے اتفاق کر لیا ہے۔

قسطنطنیہ کا ایک تار مظہر ہے کہ وزیر عدالت کے قتل کی تصدیق ہوگئی وہ وزیر جنگ کے دھوکہ میں قتل ہوا جو انجمن اتحاد کی ترقی کا حامی تھا۔

قسطنطنیہ کی خبریں مظہر ہیں کہ کل ایک مجمع نے ان اخبارات کے دفاتر تباہ کر دیے جو انجمن اتحاد و ترقی کی تائید کرتے تھے اس نے ترکی زنانہ کلب کی عمارت پر بھی فیر کئے مگر کوئی مجروح و مقتول نہیں ہوا

امیر کابل کے نسبت قتل کی سازش کی گئی جسمیں بی بی حلیمہ بھی شریک ہیں جو اونکی سوتیلی ماں ہیں سردار عنایت اللہ خان ولیعہد کے استاد نے اس راز کو فاش کیا جسپر بہت سی گرفتاریاں عمل میں آئیں دو آدمی تو فوراً توپ پر اوڑا دئے گئے ایک ناظر صرف خاص دوسرے نائب کوتوالی۔

اور کچھ لوگوں کے سر قلم ہوئے۔ ڈاکٹر عبد الغنی او ر مولوی نجف علی صاحب بھی جو پنجابی ہیں گرفتار ہیں۔ دیکھئے اب امیر کابل اپنے بھائی شہزادہ عمر جان خان اور اپنی والدہ بی بی حلیمہ کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں۔ کیونکہ جرم نہایت عظیم الشان ہے۔

اڈیٹر الحکم قادیانی اس واقعہ کو بھی اپنے خونی نبی کے معجزات نبوت بنا رہا ہے اور کیا عجب کہ سلطنت ترکی میں جو فسادات اب پیدا ہو رہے ہیں اوسپر بھی کوئی الہامی رنگ چڑھایا جائے۔

مگر اخبار وطن ایک مراسلہ شایع کرتا ہے کہ یہ ساری شرارت میں ڈاکٹر عبد الغنی اور اونکے بھائی مولوی نجف علی صاحب کی ہے جو پنجابی سنی ہیں بی بی حلیمہ وغیرہ کو اس سے کوئی سروکار نہیں۔

ریاست خیر پور سندہ الحمد للہ کہ ۲۹ مارچ کو ہز ہائنس میر امام بخش خان صاحب باضابطہ گدی نشین ریاست ہوئے خداوند عالم انکو بھی بزرگوں کا قائم مقام بلکہ اون سے زیادہ صاحب اقبال کرے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

الامامۃ

(ایک عالم اہلسنت کی تصنیف)

نحمدہ و نصلے علیہ

کمترین عالم ماہ عالم گورگانی مصطفوی صابری چشتی عرض پرداز خدمت احباب ہے کہ ہمارے **خان** بہادر نواب شیخ احمد حسین صاحب بہادر تعلقہ دار فرمانفرمائے **پریانون** ضلع پرتاب گڈھ ملک اودہ کے بعض مولفہ رسائل دیکھے گئے جن سے ظاہر ہے کہ جناب ممدوح کی معلومات مذہبی بہت وسیع اور اونکی ہر تالیف سے قومی ہمدردی منصف مزاجی نمایان ہے اونکے ہر ایک مضمون سے ثابت ہوتا ہے کہ جناب ممدوح شیعہ و سنی کے اتحاد و اتفاق کرانیکے بیحد شائق اور قلم و رہم سے بعید کوشان ہین اللہ تعالی اونکو اس مقصد عالی مین کامیاب فرمائے جناب معزنے ایک رسالہ موسوم بہ المصالحۃ و الموافقۃ لکھا ہے جسکے تین مقاصد ہین پہلا مسائل اصولیہ مین دوسرا مسائل فقہیہ مین تیسرا مسائل متفرقہ مین۔ اگرچہ جناب معز نے ہر ایک مسئلہ مابہ النزاع مین سنی شیعہ کا اتحاد ثابت کیا ہے لیکن مسئلہ امامت کی نسبت صفحہ ۱۹ مین لکھا ہے کہ شیعہ نبوت کی طرح امامت کو بھی اصول عقائد مین شمار کرتے ہین اور پھر ہمارے علامہ جلال الدین دوانی کی شرح عقائد عضدیہ سے یہ لکھا ہے۔

واعلم ان مسئلۃ الامامۃ لیست من الاصول التی یجب علی کل مکلف معرفتہا عند اھل السنۃ والجماعۃ

جانو اور آگاہ ہو کہ درحقیقت مسئلہ امامۃ مذہب اہلسنت وجماعۃ مین اون اصول عقائد سے نہین جنکا اعتقاد ہر مکلف پر واجب ہے انتہی۔ پس ہمارے معزنے

معرفت کا ترجمہ اعتقاد کرکے چوک کہائی ہے **دوم** اعمال و اعتقادات کا وجوب اور چیز ہے اور معرفت اور ہے وہ علمار کو ہوتی ہے پس اونہی پر معرفت امام واجب ہے لیکن اطاعت **امام** سے بجز کودن اور لا یعقل اطفال کے کوئی مستثنی نہین اور ایسا استثنا ہر ایک واجب و فرض کیلئے ہے **سوم** عبارت مذکور مین لفظ کل ہے جو معنی بعض قرآن و احادیث ہونا موجود ہے **چہارم** بعض صاحبون کے نزدیک گو ہماری یہ تاویل بعید معلوم ہوگی لیکن جبکہ ہماری کتب صحاح اور کتب معتبرہ علمار مین شناخت امام او رتقرر امام کو فرض اور طاعۃ امام کو واجبات عظیمہ سے لکھا ہے اور اوسکے منحرف کو کافر بتایا ہے تو عبارت مذکور کا کلیہ **اھل السنۃ والجماعۃ** ٹوٹ گیا جس سے معلوم ہوا کہ بعض علمار اہلسنت امامت کے وجوب کے قائل ہین نہ کہ جملہ مخالف ہون **اسکے علاوہ** تعامل قوم اور افعال صحابہ اور قرآن و احادیث و فقہ سے ضرورۃ امام ثابت ہے اور **فتاوی عالمگیری** وغیرہ مین ہے من انکر امامۃ ابی بکر فھو کافر یعنی جسنے امامت ابی بکر سے انکار کیا وہ کافر ہے **پس** اگر امامۃ اصول عقائد مین داخل نہین تو اوسکا منکر کافر کیونکر ہوا اور اطاعت و تقرر و معرفت امام واجب کیونکر ہوئی۔

ہمارے نزدیک ناحق شناس اور مخالف قرآن اہلسنت ہین اور شیعہ مین مسئلہ امامۃ اختلافی ہے لیکن مذہب اہلسنت اور مذہب شیعہ مین اختلافی نہیں بلکہ دونو متفق ہین **ہان** تشخیص امام اور حدود و تعریف یعنی قرارداد امام مین تفاوت ہے جیسے ہم اہلسنت امامۃ ابی بکر کے منکر کو کافر جانتے ہین ویسے ہی شیعہ امامۃ علی کے منکر کو کافر جانتے ہین چنانچہ مخالفان حضرت ابوبکر یعنی مانعین زکوۃ کو جن کا اسلام صحاح ستہ وغیرہ سے ثابت ہے اہلسنت اونکو مرتد مانتے ہین اور مخالفان علی اور محاربان علی یعنی ناکثین و قاسطین و مارقین کو منافق بھی نہین جانتے حالانکہ جب چارون کی خلافت کو خلافت راشدہ مانتے ہین تو اون مین سے ہر ایک کے مخالف کو مرتد ماننا لازم تھا مگر ناکثین و قاسطین وغیرہ کی نسبت ہم اہلسنت کا ایسا عقیدہ نہین تو یہہ فرق دو وجہ سے معلوم ہوتا ہے **ایک** فرق عصمت اجماعی دوسرا عصمت نبوت کی

قوت وصفات امامت کے اصداد ہے جسکا حال آیندہ معلوم ہوگا دوسرا النساب امام کے سبب سے
مصا -ہی جیسے شیعون مین زیادہ تر سادات بنی فاطمہ ہین اس وجہ سے وہ نبی کی نسل کے
امام کو امام کھتے اور جانتے ہین اسی طرح اہلسنت مین نسب شیخین سے بکثرت ہین پس وہ
اپنے جد اعلی کی امامت لو آمر شیعہ سے گھٹنے نہین دیتے چنانچہ فصل الخطاب مین حکیم
ترمذی کی نوادر الاصول سے منقول ہے حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ مینے
آنحضرت کو یہ کہتے سنا خدا ہے تعالی فرماتا ہے۔

عن ابن عباس عن رسول اللہ صلعم انہ قال اللہ عزوجل خلقنی من نورہ وخلق ابوبکر من نوری وخلق عمر من نور ابی بکر وخلق المؤمنین کلھم من نور عمر (نی نوادر الاصول)

اے محمد مینے تجھے اپنے نور سے پیدا کیا اور ابوبکر کو تیرے نور سے اور نور ابی بکر سے عمر کو اور عمر کے نور سے تمام مومنین کو انتہی محصلاً۔

کتب اصول عقائد وغیرہ سے ظاہر ہے کہ مومنین ناجی ہین اور وہ فرقہ صرف اہلسنت ہے پس اوسی پر مومنیت کا اطلاق ہوسکتا ہے باقی فرق خوارج وروافض وغیرہ یہ اہلسنت کے نزدیک مردود ہین پس وہ مومن نہین لہذا وہ نسل شیخین سے ہو نہین سکتے اسکے علاوہ اس فرقہ کے جوش ایمانی کے ہنگامون اور مقدمہ بازیون وغیرہ سے الولد سر لابیہ کا مضمون بھی صادق آتا ہے پس ان دو وجھوں سے صفات امام مین فرق ہے لیکن نفس امامہ مین فرق نہین دونون فریق کے اصول عقائد مین امامت داخل ہے اور تعامل قومی بھی اسکا شاہد ہے۔ تو بعض اہلسنت کا یہ لکھنا کہ مسئلہ امامت اصول عقاید مین داخل نہین میرے نزدیک تجاہل یا بہتان صریح ہے۔ چنانچہ حجۃ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی ازالۃ الخفا مین لکھتے ہیں
کہ باید بعلم الیقین دانست شد کہ اثبات خلافت این بزرگواران اصلی است از اصول دین تا وقتیکہ این اصل را محکم نگیرد ہیچ مسئلہ از مسائل شریعت محکم نشود زیرا کہ اکثر احکام
کہ ... [illegible]

پس جب خود قرآن عظیم کا حل بغیر اثبات خلافت ناممکن ہے تو اس کا وجوب اظہر من الشمس ہونے مین کیونکر شبہ ہو سکتا ہے بلکہ یہ معلوم ہوا کہ اصل الاصول دین یہی ہے۔ لہذا اس ناچیز نے یہہ رسالہ موسوم بہ الامامۃ انکشاف حقیقت کے لئے لکھا ہے خدا کرے کہ خادم مذہب مصطفوی کی اس تیسری تالیف سے بھی مسلمانون کو نفع میسر ہو آمین یارب العالمین۔

تمہید

تتبع کتب سماوی واحادیث وسیر وتواریخ سے مستفاد ہوتا ہے کہ شرایع سابقہ سے ہر ایک صاحب شریعت کا جانشین منصوص ومعصوم ہوتا تھا اور جو شخص خلیفہ قرار پاتا وہی شخص پیروان شریعت کے نزدیک امام وقت سمجھا جاتا تھا خواہ اوس جانشین وامام کو خلق اللہ پر قہر وغلبہ حاصل ہوتا یا نہوتا اور اوس جانشین دماہر شریعہ کیلئے اعلم وافضل امۃ ہونا شرط تھا جیسا کہ ہمارے ہان ہر جمعہ کے خطبون مین افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق ابوبکر الصدیق پڑہا جاتا ہے چونکہ وہ متصدی شریعت احداث وتشریع نہ کرتا تہا اور خود صاحب شریعت کی سچی زندہ تصویر ونظیر بنا رہتا تھا اس ضرورت سے پیروان شریعۃ اوسیکو امام بھی کہتے تھے اس بنا پر یقین ہوتا ہے کہ تمام پیروان شرایع آسمانی مین عقائد توحید ورسالت وقیامت کی طرح مسئلہ امامۃ بہی اصول عقائد مین داخل تہا چنانچہ باوجود نا یابی کتب اس عقائد کا جستہ جستہ پتہ حضرت آدم صفی اللہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک جیسا کہ آیندہ معلوم ہوگا اب تک ہماری کتب سے پایا جاتا ہے۔

احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث برسالت ہوئے تو اس جدید شریعت مین بھی امامۃ اصول عقائد مین داخل تھی چنانچہ بعسر ویسر حضرت نے اظہار نبوت کیا تھا اوسیروز اوسیوقت خلافت وامامت ووصایت جناب امیر کا بھی اظہار کیا جیسا کہ کتب صحاح وتواریخ وتفاسیر مشہورہ سے ظاہر ہے لیکن بقبول علمائے اہلسنت وفات آنحضرت کے بعد ایجاد اجماع سے حضرت ابوبکر غیر منصوص خلیفہ بن گئے۔ اوس

تاریخ سے عقیدہ امامۃ کے اصول عقائد مین ہونیکی نسبت صحابہ مین اختلاف پڑا اور بعض
بمصلحت اور بعض بجبر اس عقیدہ کے مقلد بن گئے لیکن افراد عالے کے قلوب مثل سابق
عقیدہ امامۃ منصوص پہ جمے رہے ہان اونکے بعد کے جاہل اور بجبر نسلین اختلاف
صحابہ کے سبب قید عقیدہ امامت سے اپنی تئین آزاد سمجھنے لگین اور بعض بیوقوف
دنیا پرست علما نے اون جاہلون کی دولت کی لالچ یا حکومت کے دباؤ سے ایسی
باتین گھڑین اور اپنی تالیفات مین لکھ دین کہ جن سے اس عقیدہ فاسد کو قوت
ہوگئی اور اونکے بعد کے علما نے اپنے متقدم دنیا پرست علما کے برتے عقیدہ امامۃ
کی اور بھی بیخ کنی کر دی اس وجہ سے مسئلہ امامت قول عوام ہی سے نہین بلکہ اکثر
اہلسنت کے علما متبحر کے فہوم سے بھی دور ہوگیا اور آج ایسا دور ہوگیا ہے کہ اگر
کسی معتبر عالم سے دریافت کرو تو وہ حقیقۃ امامت کے بتانے مین ضرور جھجھکو لگا یگا۔

مسئلہ امامت کے اصول عقائد مین داخل اور پھر خارج ہونیکے اسباب

آیہ ملت ابیکم ابراہیم سے ظاہر ہے کہ ملت ابراہیمی اونکے خلفا منصوص
ومعصوم سے عرب مین پھیلی تھی جن قصص سے اکثر صحابہ خوب واقف تھے ورنہ لفظ ابیکم
مہمل اور فضول ماننا پڑیگا اور بعض یہودی صحابہ حضرت یوشع بن نون کے استخلاف
موسوی سے اور حضرت سلیمان عہ کے استخلاف داودی اور حضرت یحیی عہ کے استخلاف
زکریا علیہم السلام سے بخوبی ماہر تھے جنکے علم کے بموجب خدا تعالی نے قرآن مین باجمال
فرما دیا تھا کہ یہودیون اور آتش پرستون نے۔

اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ	احبار اور رہبانون کو خدا کے سوا اختیار کرلیا ہے اور بموجب آیت

شرلیفہ یہودی صحابہ احبارون کے اور آتش پرست صحابہ رہبانون کے قبل
قبول اسلام تک بذات خود تابعدار اور فرمان پذیر رہ چکے تھے۔ اور اسیطرح
عیسائی صحابہ پوپ کے اور قرآن نے بھی درجہ امامت اور وجوب طاعت

امام کو آیات ذیل سے روشن فرما دیا تھا جنکا حاصل یہ ہے۔

یوم ندعوا کل اناس بامامہم
انما انت منذر ولکل قوم ھاد
اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول
واولی الامر منکم

قیامت میں تمام لوگ اپنے اپنے اماموں
کے ساتھ بلائے جائینگے اور اے
رسول بیشک تو ڈرانے والا ہے
اور تمام قوموں کے واسطے ہادی ہے

اور اللہ کی اطاعت اور رسول اور اولی الامر کی اطاعت کرو۔ جو تم میں سے
ہے نہ اون مخالف و دشمن اسلام بادشاہوں کی جو خارج از ملت یا بتکلف اسلام کے
مدعی ہوں پس ان آیات کے معانی و قراین سے اظہر من الشمس ہے کہ اگر تمام صحابہ
عادل اور قرآن کے منزل من اللہ جاننے والے تھے تو تفصیلی نام و امامت کو ضرور
معتقدات خاصہ سے جانتے ہونگے۔

کتب کثیرہ سے واضح ہے کہ اکثر مغلوب قبائل عرب اسلام کے قہر و غلبہ سے بسیاق آیات
کثیرہ و احادیث عدیدہ فی الصحیحین نافر اور بقول علامہ شہرستانی صاحب ملل و نحل اظہر
الاسلام و یبطنون النفاق کے عامل تھے اسکے علاوہ بعض قبائل عرب بانہدام
صنم و استیصال کلیسا و کساد بازاری۔ آتشکدہ وغیرہ کے سبب بے وقار ہوگئے تھے
جو نعل در آتش تھے اور انہی میں بعض مقتولین بدر و احد و خندق و خیبر و تبوک
و حنین وغیرہ کے وارث اور طالب قصاص تھے یہ سب بنی ہاشم کے دشمن جانی اور
بانی اسلام کے خون کے پیاسے تھے صرف مال غنیمت کی لالچ اونکے نفاق کا پردہ
پوش تھا جیسا کہ بکثرت آیات قرآنی سے ثابت ہے پس ایسے ایسے وجوہ سے

ومن الناس من یقول امنا[۱]
باللہ وبالیوم الاخر وما ھم
بمومنین یخادعون اللہ و
والذین امنوا وما یخدعون
الا انفسہم وما یشعرون ٥

بکثرت قبائل عرب کو بانی اسلام اور اوسکے
بہی خواہوں سے دلی عناد تھا اس وجہ
سے استخلاف غیر منصوصہ کا موقع ملا اور
ایجاد اجماع سے کام چلا اور سقیفین کی

ملہ اور وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر [illegible]

خلافت چل کہڑی ہوئی۔ چنانچہ حارث بن نعمان فہری کا قصہ مشہور رہے جو بکثرت کتب مثل انسان العیون فی سیرت المامون ۔ صراط سوی محمود بن القادری ۔ اربعین جمال الدین محدث ۔ نور الابصار سید مومن بن حسن شبلنجی ۔ ذخیرۃ المآل احمد بن عبد القادر الحفظی شافعی ۔ روضہ ندیہ شرح تحفہ علویہ ۔ تفسیر شاہی حضرت محبوب عالم قدس سرہ مین درج ہے اور ملک العلما شہاب الدین دولت آبادی نے اپنی کتاب ہدایۃ السعد کے جلوہ ثانیہ ہدایت ثامنہ مین باختصار لکھاہے جسکے حاصل ترجمہ کو ہم باضافہ لکھتے ہین تا کہ اصل قصہ سمجھ مین آجائے ۔

وفی الزاھدیۃ عند قولہ تعالیٰ سأل سائل بعذاب واقع فی التفسیر الثعلبی نزولا ان رسول اللہ صلعم قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ

صاحب زاہدیہ کے نزدیک آیہ سأل سائل کے نزول کا یہ سبب ہے جو تفسیر ثعلبی مین ہے کہ لوگون نے کہا کہ جب آنحضرت نے فرمایا کہ جسکا مین مالک ہون اوسکے مالک علی بھی ہین اے خدا اوسکو دوست رکھ جو علی کو دوست رکھے اور مغضوب رکھ اوسکو جو علی سے عداوت کرے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ اور یوم آخرت پر ایمان لائے وہ مومن نہین ہین فریب کیا اللہ سے اون لوگون نے (جنہون نے زبانی اقرار کیا کہ) ہم ایمان لائے اور نہین فریب کیا لیکن اپنی جانون سے اور نہ اونکو عقل نہین ہے اور راہون مین سے وہ لوگ ہین راہ سے پھیرا غنیمت لینے کو وقت تمہارے پاس آتے ہین بس اگر دیا اونکو وہ تو راضی ہوتے ہین اور جھنڈ دو تو قساوت کرتے ہین ۔ یہ پہلی آیت سورہ توبہ مین مرقوس بن زہیر تمیمی حضرت ابوبکر کے رشتہ دار کی شان مین نازل ہوئی۔

سلہ بعض علما مثل ابن تیمیہ وغیرہ نے سورہ معارج کے مکی ہونیکے سبب سے ایراد کیا ہے کتب کثیرہ سے ظاہر ہے کہ مقام غدیر خم پر آنحضرت نے مکی ہزار اصحاب کو جمع فرما کر اثنا خطبہ مین فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ الخ اور یہ واقعہ سنہ ۱۰ کا ہے جو حاجی حجۃالوداع مین پیش آیا اور حارث بن نعمان فہری کا واقعہ اسکے بعد کا ہے تو سورہ معارج کی وہ پہلی آیت کا مدینہ مین نازل ہونا غلط ہے اسکا جواب یہ ہے کہ بکثرت آیات اور بعض سورتین

فسمع ذلک واحد من الکفرۃ من جملۃ الخوارج فجاء الی النبی صلعم فقال یا محمد ھذا من عندک او من عند اللہ فقال صلعم من عند اللہ فخرج الکافر من المسجد وقام علی عتبۃ الباب وقال ان کان ما یقولہ حقا فانزل علی حجرا من السماء قال فنزل حجر وشدخ راسہ فنزلت السورۃ یعنی سأل سائل بعذاب واقع الخ

اور اوسکی مدد کر جو علی کی مدد کرے اور اوسکو ذلیل کر جو علی کو شرمندہ کرے پس یہہ استخلاف کلمات حارث بن نعمان فہری نے سنے جو انہیں مسلمان منافقوں سے تھا وہ برداشتہ خاطر ہوکر آنحضرت کے پاس حاضر ہوا اور اوسنے کہا کہ اے محمد آپنے نماز و روزہ و زکوۃ کے واسطے کہا ہم نے اوسے قبول کیا اور اب جو یہہ بات یعنے من کنت مولاہ فرمائی ہے تو یہہ آپ نے اپنی طرفسے فرمائی ہے یا خدا کے حکم سے آنحضرت نے فرمایا خدا کے حکم سے پس وہ خارجی کافر مسجد نبوی سے نکلکر اوسکے دروازہ کی چوکھٹ پر کھڑا ہوا اور کہا اے خدا اگر محمد نے یہ بات تیری طرف سے کہی تو پس میرے اوپر پتھر

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲ دو دو اور تین تین بار نازل ہوئی ہیں چنانچہ اتقان فی علوم القران سیوطی مین ہے النوع الحادی عشر ما تکرر نزولہ صرح جماعۃ من المتقدمین والمتاخرین بان من القران ما تکرر نزولہ قال ابن الحصار الایۃ تذکیرا وموعظۃ وذکر من ذلک خواتیم سورۃ النحل واول سورۃ الروم وذکر ابن کثیر منہ ایۃ الروح وذکر قوم منہ الفاتحۃ وذکر بعضھم منہ قولہ ما کان للنبی والذین امنوا الایۃ وقال الزرکشی فی البرھان قد ینزل الشئ مرتین تعظیما لشانہ وتذکیرا عند حدوث سببہ خوف نسیانہ ثم ذکر منہ ایۃ الروح وقولہ اقم الصلوۃ طرفی النھار الایۃ قال فان سورۃ الاسراء مکیۃ وسبب نزولھا یدل علی انھا نزلتا بالمدینۃ الخ

دی اور آپنے زحمتوں کو گوارا کیا کہ اسلام سے کسیطرح الزام مرتفع ہو اگرچہ ہمکو ایک منٹ کا امام ملے
اب ہم یہاں حضرت کے اس استقلال و استحکام کو اپنے دعوی حقیت پر غور کرو کہ ایک منٹ کیلئے
بھی آپکو اپنی حقیت میں شک وشبہہ عارض ہوا نہ اپنے فہم صحیح پر کسی راے و مشورہ کو ترجیح
دیا۔ ابوبکر صاحب کے اوس شک وشبہہ سے ملاو کرو مرتے وقت تک یہ حسرت ہے کاش ہم
پوچھے ہوتے یہ حق کس کا ہے کاش پوچھے ہوتے کہ انصار بھی اسمیں حقدار ہیں کہ نہیں کاش
ہم خود ابوعبیدہ کی یا عمر کی بیعت کئے ہوتے خود وزیر بنتے اور امیر نہوتے دونوں کے موازنہ ہی
سے خود کھل جائیگا کون حق پر ہے کون ناحق پر یہی وجہ ہے کہ جب آپکے فرق مبارک پر ابن
ملجم ملعون کی ضربت پڑی ہے تو بیساختہ فرمایا فزت ورب الکعبۃ

وجوہ انتقام استقرار حقیت کے بعد آپکو یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ جن لوگوں کو ابوبکر صاحب
نے مسلمانوں سے قتل کیا اونمیں اور جناب امیر کے مخالفین میں کیا فرق ہے۔ کیونکہ
وہاں جسنے مخالفت کی ہے یا بغاوت۔ تو وہ خود ایک ایک امر کے ذمہ دار عہدہ دار
تھے کہ خود آنحضرت نے اونکو ایک خدمت پر مامور کیا تھا اور کبھی آپنے اونسے یا کسی سے یہ
نہ کہا کہ ہمارا قائم مقام ابوبکر ہے نہ کبھی اون امور کی نگرانی یا بازپرس ابوبکر متعلق رہی
کہ معلوم ہو یہ بھی کسی طرح کے عہدہ دار ہیں بلکہ برخلاف اسکے حضرت نے ہمیشہ اپنے قائم
مقام کو نہایت وضاحت سے ظاہر کیا جسکی ابتدا روز اظہار دعوت نبوت سے ہوئی
اور خاتمہ وقت موت پر پھر وہ کس قاعدہ سے ایک اجنبی غیر متعلق شخص کو رسول کا خلیفہ
مان سکتے تھے اگر ایسا کرتے تو خود وہ خدا اور رسول کے یہاں ماخوذ ہوتے لہذا اونپر
اسلامی فرض تھا کہ ایسے ناجائز مدعی سے جنگ کریں کیونکہ درحقیقت یہی باغی ہے
جو بجبر و استیلا حضرت کے مقرر کردہ عمال پر تصرف کیا چاہتا ہے۔ لہذا اونکی مخالفت
اس خلیفہ سے کسیطرح بغاوت کے حد میں نہیں آسکتی۔ بخلاف اونلوگوں کے جنہوں نے
جناب امیر سے بغاوت کی کہ وہ سب ابتدا سے واقف تھے اور بخوبی واقف تھے کہ اہل
اور جائز خلیفہ یہی ہیں لہذا یہ بغاوت بالکل ناجائز تھی۔
(۲) اسی سے دونوں کے غیظ و غضب میں بھی فرق ہونا چاہیے کیونکہ اگر حقدار سے مخالفت

کی جاتی ہے اونکو زیادہ غصہ آنا چاہیئے۔ بخلاف اوسکے جو ناحق پر ہو کہ وہ بشرط انصاف سمجھ سکتا ہے کہ درحقیقت یہ مخالف مورد غیظ و غضب نہیں ہے بلکہ ہم خود مجرم ہیں جسکا مقتضا یہ ہونا چاہیئے کہ جناب امیرؑ کو انکی مخالفت سے زیادہ رنج ہو اور آپکی قوت غضبیہ زیادہ جوش میں آئے اور ابوبکر صاحب کا کم۔ مگر آگے چلکر فرق معلوم ہوگا کہ دونوں میں کیا فرق ہے کیونکہ جناب امیرؑ کا عمل اسپر ہے اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون

(۳) مخالفین ابوبکر آیت اور حدیث پیش کر رہے ہیں کہ تم ناحق پر ہو صحابہ فہمائش کر رہے ہیں باجلاع کہ آپ خطا پر ہیں۔ مگر انکا تہمتا میٹر اتنا تیز ہو رہا ہے کہ نہ کسی آیت کو سنتے ہیں نہ حدیث کو نہ صحابہ کے اجماع کو نہ اپنے یار غار بلکہ محسن و مددگار کی فہمائش کو بلکہ اونکی ڈاڑھی نوچتے ہیں قسمیں کہائے چلے جاتے ہیں۔ ہم تو ضرور لڑینگے چاہے کوئی نہ ساتھ دے ہم اپنی جان دینگے رباح ہٹ۔ تریا ہٹ۔ بالک ہٹ مشہور ہے۔ پھر بھلا کیونکر کوئی گوارا کرتا کہ خلیفہ کو مارے جانے دیں جس سے اسلام بدنام ہوتا کیونکہ غیروں کی نگاہ میں اسلام تو وہی ہے جسکے مالک خلیفہ ہیں۔

برخلاف اسکے مخالفین جناب امیرؑ نہ کسی آیت سے استدلال کرتے ہیں نہ کسی حدیث سے۔ نہ اپنے مخالف کی آیت سنتے ہیں نہ اونکی حدیث۔ نہ کوئی الزام قائم کرتے ہیں نہ اوسکا کوئی ثبوت دیتے ہیں بلکہ مثل خلیفہ اول لڑائی پر تلے ہوئے ہیں۔ لوٹ مار۔ غارت میں مصروف ہیں۔ کیسے کیسے اکابر صحابہ جاتے ہیں کس کس طرح اونکی فہمائش کی جاتی ہے۔ خود مجسم قرآن بھیجا جاتا ہے مگر وہ حامل قرآن ہی قتل کر دیا جاتا ہے جو قرآن لایا تھا۔ پھر آپ ہی بتائے حضرت کی قوت انتقامیہ کو کس طرح جوش آنا چاہیئے۔ مگر واہ رے صبر و تحمل کہ ایک منٹ کے لئے بھی اوسمیں فرق نہیں آتا۔

(۴) مخالفین ابوبکر بالفرض اگر خاطی مان لئے جائیں تو اونکا صرف ایک جرم ہے کہ خلافت کو اونکی نہ مانا کیونکہ تمسک نہیں دیا دوسرا کوئی جرم اونپر نہیں قائم کیا گیا ہے۔ مگر سب آگ میں جلا دیئے گئے اور اس بے رحمی سے قتل کئے گئے کہ تاریخی دنیا میں اوسکی کوئی نظیر نہیں بخلاف باغیان جناب امیرؑ جنکے جرائم ہزاروں سے متجاوز ہیں ۲۶ برس سے جرم پیشہ

بنے ہوئے ہیں حج آخری رسول اللہ نے تیور بدلے ہیں۔ مرض رسول اللہ نے بغاوت پر آمادہ ہیں۔ لشکر اسامہ کے ساتھ نہیں گئے۔ وصیت نامہ رسول کو روکا۔ دفن و کفن رسول میں نہیں شریک ہوئے۔ بجائے تعزیت دختر رسول پر ظلم کیا۔ گھر میں آگ لگانے آئے۔ دوسرے شخص کو ناجائز خلیفہ بنایا۔ ہزاروں ناحق خون کیا۔ خلیفہ عثمان کو قتل کرایا۔ قرآن کی ترتیب کو اولٹا اور جلایا۔ ہر ظلم کے خود موجد اور شریک رہے۔ بیعت کرکے نکث بیعت کیا۔ بجائے نمازیوں کو مسجد بصرہ میں شب کے وقت قتل کر ڈالا۔ بیت المال کو لوٹ لیا۔ ہزاروں بدعتوں کو رواج کیا۔ ہزاروں قسم کا افترا رسول اللہ پر کیا۔ غرض وہ وہ جرائم کئے کہ بہت سے اونمیں سے ایسے ہیں جو کسی فرد بشر کے ذہن میں بھی نہیں آ سکتی کہ واضعین قانون تعزیرات ہند بھی اوسکو اپنے ذہن میں نہ لا سکے

نصوص صریحہ قتل و قمع اب اس استحقاق خلافت۔ اور جرائم باغیان کیساتھ اسکو ملاحظہ فرمائیے کہ حضرت کے پاس نصوص صریحہ اس قلع و قمع بغاوت کے متعلق کیسے موجود ہیں خود قرآن میں ہے یا ایھا الذین آمنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکافرین۔

جسمیں ایک معمولی شخص کو بھی شک نہیں ہو سکتا کہ پیشین گوئی جناب امیر ہی سے متعلق ہے کہ خداوند عالم آپ ہی کے اس عظیم الشان معاملہ کی خبر دے رہا ہے کیونکہ نہ یہ صفت دوسرے سے متعلق ہو سکتی ہے نہ اور کسیکو اون مرتدوں سے سامنا پڑا جو یا ایہا الذین آمنوا کے مخاطب ہوسکیں علاوہ اسکے خود حضرت نے بتصریح صریح ابوبکر و عمر صاحبان سے یبعث اللہ رجلا منکم کی نفی کی ہے حدیث خاصف النعل میں چنانچہ ازالۃ الخفا میں ہے۔

از انجملہ آنکہ در بیعت رضوان حاضر بود و نامہ صلح بدست وے مکتوب شد قال ابن اسحٰق وکان ھو کاتب الصحیفہ وہم وزیر سفر بار قضی معاملہ منتظر الخلافہ بجا آورد ومنہا اخرج النسائی والحاکم واللفظ للنسائی عن علی رض قال جاء النبی اناس من قریش فقالوا یا محمد انا جیرانک وحلفاءک وان من عبیدنا قد اتوک لیس لھم رغبۃ فی الدین ولا رغبۃ فی

الفقہ انما فروا من ضیاعنا و اموالنا فاردد ھم الینا فقال لابی بکر ماتقول فقال صدقوا انھم لجیرانک وحلفاءک فتغیر وجہ النبی ثم قال لعمر ماتقول قال صدقوا انھم لجیرانک وحلفاءک فتغیر وجہ النبیؐ ثم قال یا معشر قریش واللہ لیبعثن اللہ علیکم رجلا منکم قد امتحن اللہ قلبہ للایمان ولیضربنکم علی الدین او یضرب بعضکم قال ابوبکر انا ھو یا رسول اللہ قال لا قال عمر انا ھو یا رسول اللہ قال لا ولکن ذلک الذی یخصف النعل وقد کان اعطی علیا نعلہ یخصفھا ص ۲۶۵ مقصد دوم

اس حدیث کو میں اسی حصہ ثانیہ تنقید بخاری میں بشرح و بسط تمام لکھ چکا ہوں ملاحظہ ہو صفحہ لغایت صفحہ

لہذا یہاں تفصیل کی ضرورت نہیں۔ بلکہ صرف اسقدر اشارہ کافی ہے کہ جب رسول اللہ نے بنص صریح اس بات کی نفی کر دی کہ واللہ لیبعثن اللہ علیکم رجلا منکم قد امتحن اللہ قلبہ للایمان کے مصداق شیخین نہیں ہیں تو آیہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم و یحبونہ کے مصداق کیونکر ہو سکتے ہیں کیونکہ قرآن اور حدیث میں یحبھم و یحبونہ کی صفت تو مخصوص ہے جناب امیر المومنین علیہ السّلام کے لئے دوسرا کوئی اسکا مصداق ہو نہیں سکتا جیسا کہ حدیث لاعطین الرایۃ غداً سے ظاہر ہے۔

تعدد طرق روایت معہ تعدد واقعہ

ہاں حضرت نے اس صفت کی نفی شیخین سے۔ اور اسکا اثبات جناب امیر المومنین علیہ السّلام کیلئے صرف اسی ایک موقع پر نہیں کیا ہے۔ بلکہ جب وفد ثقیف حضرت کے پاس آیا ہے اوسوقت بھی حضرت نے اسی حدیث کو بیان فرمایا ہے جیسا کہ روضہ ندیہ میں ہے۔ منھا ما اخرج عبد الرزاق فی جامعہ وابو عمر الیمری وابن السمان عن الطیب بن عبد اللہ بن حنطب قال قال رسول اللہ لوفد ثقیف لتسلمن او لابعثن علیکم رجلا منی او قال مثل نفسی فلیضربن اعناقکم ولیسبین ذراریکم ولیاخذن اموالکم

قال عمر فواللہ ما تمنیت الامارۃ الا یومئذ فجعلت اتصبب صدری رجاء ان یقول ھو ھذا فالتفت الی علی واخذ بیدہ وقال ھو ھذا ھو ھذا ص۱۱ مطبوعہ مطبع انصاری دہلی

یعنی عبد الرزاق نے اپنے جامع میں اور ابو عمر نمری اور ابن السمان نے بروایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ نے وفد ثقیف سے کہ تم لوگ اسلام لاؤگے یا ہم ایسے شخص کو تم پر بھیجیں جو مجھ سے ہو یا مثل میری نفس کے ہو کہ تمہاری گردنوں کو ماریگا۔ اور تمہاری اولاد کو قید کریگا اور تمہارے مال کو لیگا۔ کہا عمر نے کہ قسم خدا کی میں نے کبھی امارت کی تمنا نہ کی مگر اس روز کہ اپنے سینہ کو اونچا کرنے لگا اس امید پر کہ حضرت میری طرف اشارہ کریں مگر آپ ملتفت ہوئے حضرت علی کی طرف اور ہاتھ پکڑ کر فرمایا وہ شخص یہ ہے وہ شخص یہ ہے

پھر ایسی تصریح صریح کے بعد شیخین کو مصداق آیہ مذکورہ قرار دینا اگر کفر نہیں ہے تو کیا ہے؟

رسول اللہ نے جس تصریح اور توضیح سے احکام خدا کی تبلیغ کی ہے اگر کوئی مسلمان اوسمیں غور کرے تو اوسکے اسلام و ایمان کو کافی ہے مگر ان دشمنان خدا و رسول کو ایسی معاندت ہے کہ جس بات سے حضرت بہ اصرار نفی کرتے ہیں۔ اوسکے اثبات پر انکو اصرار ہے دیکھو رسول اللہ نے اس مضمون کو ایک تیسرے موقع پر بھی فرمایا ہے چنانچہ اوسی روضۃ ندیہ میں ہے

عن ابی سعید الخدری قال سمعت رسول اللہ یقول ان منکم من تقاتل علی تاویل القرآن کما قاتلت علی تنزیلہ فقال ابوبکر انا ھو یا رسول اللہ قال لا قال عمر انا ھو یا رسول اللہ قال لا ولکن خاصف النعل وکان اعطی علیا نعلہ یخصفہا اخرجہ ابو حاتم ص۱۲۱

یعنی ابو سعید خدری سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ نے بعض تم سے وہ ہوگا جو قتال کریگا تاویل قرآن پر جیسا کہ میں نے قتال کیا تنزیل قرآن پر۔ ابوبکر نے کہا وہ شخص میں ہونگا حضرت نے فرمایا نہیں۔ عمر نے کہا میں ہوں حضرت نے فرمایا نہیں۔ بلکہ خاصف النعل اور دیا تھا حضرت علی کو نعل اپنی پیوند لگانے کو۔

دیکھئے یہ تین موقع کی تین حدیثیں ہیں جن میں حضرت نے کمال تصریح ارشاد فرمایا

کہ شیعین نہ اونلوگونسے ہیں جنکے قلب کا امتحان لیا گیا۔ نہ اونلوگونسے جنہیں خدا مبعوث کریگا قتل کے لئے یا لوگونکے اسلام کے لئے نہ اونلوگوں سے جو مقاتلہ کرینگے تاویل قرآن پر مگر حضرات اہلسنت زبردستی خلفا ہی کو ہر جگہ پیش کرتے ہیں۔

یہاں اگر یہ شبہہ ہو کہ اگرچہ طرق اس حدیث کے مختلف ہیں مگر اصل حدیث ایک ہی ہے تو اوسکو یوں دفع کیجئے کہ خود علامہ محمد بن اسمعیل روضہ ندیہ میں کہتے ہیں وبہ هدد رسول الله قریشا کما اخرجه الترمذی وصححه واخرجه الخطیب وقد تقدم من حدیث علیؑ قال لما کان یوم الحدیبیہ خرج الینا ناس من المشرکین الی اخرہ ص ۱۸۱

یعنی اور اسی حدیث سے حضرت نے تہدید کیا تھا قریش کو جیسا کہ ترمذی نے اسکی روایت کی ہے اور صحیح کہا ہے اوسے اور خطیب نے اوسکی تخریج کی ہے اور پہلے مذکور ہوئی حدیث علیؑ کہ بروز حدیبیہ مشرکین آرہے تھے حضرت کے پاس تا بآخر

جس سے بصراحت تمام معلوم ہوا کہ یہ دوسرا واقعہ ہے جو حضرت نے فرمایا کیونکہ پہلا واقعہ تو وہی ہے جو جنگ حدیبیہ میں ارشاد ہوا۔ پھر وفد ثقیف سے فرمایا۔ پھر اسطرح بہرحال یہ آیہ نص ہے اسمیں کہ حضرت کو حکم صریح حاصل تھا کہ آپ اونلوگونسے مقاتلہ کریں جو دین سے مرتد ہوں اور اسلام کی مخالفت کریں۔

دوسرا آیہ وان طائفتان من المومنین اقتتلوا فاصلحوا بینہما فان بغت احدیہما علی الاخری فقاتلوا التی تبغی حتی تفئ الی امر الله فان فاءت فاصلحوا بینہما بالعدل واقسطوا ان الله یحب المقسطین ہے۔

جو صریح آیہ ہے دفع بغاوت کے بارہ میں کہ یہانتک اوسے جنگ کرو کہ وہ رجوع کریں طرف دین حق کے۔ اور اسمیں کسیکو عذر ہی نہیں ہوسکتا کہ یہ لوگ باغی تھے کیونکہ بجز جناب امیرؑ اسوقت کسیطرح کا کوئی امام نہ تھا جسکی مخالفت پر بغاوت کا اطلاق ہوسکے اور ہتہتیک کسی نے اسمیں تردد بھی نہیں کیا ہے کہ وہ سب باغی تھے۔

یہ سب نصوص صریحہ ہیں اگرچہ بلفظ عام ہیں مگر قرائن وشواہد سے خاص ہے

کہ غیر حضرت مراد نہیں ہو سکتا۔ النسب کے علاوہ خود رسولؐ سے بتصریح صریح آپ سے ان بغاوتوں کی خبر دی اور حکم صریح دیا۔

علامہ محمد بن اسمعیل صلاح امیر روضہ ندیہ شرح تحفۂ علویہ میں لکھتے ہیں وما دلت علیہ القضایا المذکورۃ عظم مقام امیر المومنین فان رسول اللہ امرہ بقتال الطوائف مع انہم ما خرجوا عن ایمان ولا کفروا باللہ ورسولہ بل بعصیانہم امیر المومنین بالنکث علیہ وعدم الدخول فی طاعتہ وسبہ وتکفیرہ فانہ ض علق الامر بالقتال بالنکث وما ذکر معہ فدل علی انہ علۃ القتال ولا یقال ان امیر المومنین قال فی کلامہ فی الخوارج قد سفکوا الدم الحرام واغاروا علی سرح الناس وانہ جعل علۃ قتالہم وکذلک اھل الجمل بدؤھم بالقتال حتے بدؤہ فدل ان قتالہم لیس لعدم مطاعتہ بل للفساد فی الارض والبغی علی المسلمین لانا نقول لا مانع من تعدد العلۃ وانہ ع مسامح فیما الیہ واستانا لہم رجاء رجوعہم فلما تحقق منہم عدم الانابۃ بل تحقق منہم الزیادۃ علی ما کان عصیانا تاما لقتالہم فحر اقدم علیہم وھذا اخاص بہ اعنی قتل من نکث اولم یبایع او کفرہ او فارق طاعتہ ص ۲۶۔

یعنی ان قضایا سے ظاہر ہے عظمت مرتبہ جناب امیر المومنین کہ حضرت رسولؐ نے آپکو حکم دیا قتال کا ان تینوں فرقوں کے ساتھ ناکثین قاسطین۔ مارقین حالانکہ وہ اسلام سے خارج ہوئے تھے نہ کفر کیا تھا خدا اور رسولؐ کے ساتھ۔ بلکہ صرف اسوجہ سے اونکے قتال کا حکم دیا کہ اونہوں نے مخالفت کی تھی امیر المومنینؑ کی۔ اور آپکی اطاعت نہ کی اور بسبب تکفیر پیش آئے۔ کیونکہ حضرت نے حکم قتال کو متعلق کیا ہے نکث بیعت کے ساتھ اور دوسرا کوئی امر اسکے ساتھ نہیں ذکر کیا لہذا معلوم ہوا کہ بحکم رسولؐ مجرد عصیان علت قتال ہے۔

اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ جناب امیر نے اپنے کلام میں جو وجہ قتال خوارج ذکر کیا تو اسکو فرمایا کہ انہوں نے خونریزی کی اور مال لوگوں کا لوٹ لیا اور مسلمانوں پر زیادتی کی۔ اسیطرح اہل جمل کے ساتھ حضرت نے اوسوقت جنگ شروع کی کہ خود انہوں نے ابتدا کی۔ لہذا معلوم ہوا کہ حضرت نے محض اس وجہ سے نہیں جہاد کیا کہ انہوں نے آپکی اطاعت نہ کی تھی۔ بلکہ اسوجہ سے کہ وہ باعث فتنہ و فساد ہوئے اور خونریزی اور لوٹ مار کے مرتکب ہوئے۔

تو اوسکا ہم یہ جواب دینگے کہ یہ ضرور نہیں کہ علت ایک ہی ہو (عصیان) بلکہ بہت سی علتیں ہوسکتی ہیں (یعنی یہ امور بھی اسباب قتال میں تھے) اور حضرت نے ابتک اونکے ساتھ مسامحہ کیا (یعنی وہ بمجرد نافرمانی مستحق قتل تھے مگر حضرت نے چشم پوشی کی) اور درگذر کیا کہ شاید امر حق کی طرف رجوع کریں جب بخوبی ثابت ہوگیا کہ وہ کسیطرح امر حق کی طرف رجوع نہیں کرتے۔ بلکہ اور سرکشی و تمرد اونکا ترقی کر رہا ہے کہ اب پورے طور پر مستحق قتال ہوگئے۔ تو حضرت نے قتال پر اقدام کیا۔ اور یہ امر حضرت کے مخصوصات سے ہے کہ آپ اپنے مخالفوں کو قتل [illegible]یں۔ یا اونکو جنہوں نے بیعت نہ کی۔ یا اونکو جو گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوئے اور اونکی اطاعت و فرمانبرداری سے علیحدہ رہے۔ تمام ہوا ترجمہ روضہ ندیہ

اس عبارت سے آپکو بتادیا کہ رسول اللہ کا حکم خاص آپکو یہی تھا کہ جو شخص آپکی نافرمانی کرے اور اطاعت و انقیاد نہ کرے اوس سے قتال کرو اوسکو قتل کرو۔ مگر باینہمہ حضرت نے اسپر اوسوقت تک نہ اقدام کیا کہ وہ سب اسباب جمع ہوں جن سے ہر عاقل کے نزدیک جہاد کرنا لازم ہو۔ بخلاف اسکے ابوبکر صاحب کے قتال کو آپ دیکھ چکے کہ کسطرح ناجائز تہا۔

حضرت کا اجتہاد اگرچہ اس تحقیق کے بعد اب کوئی ضرورت نہیں رہی کہ اسپر زیادہ روشنی ڈالیں کیونکہ نص قطعی کے بعد کسی اجتہاد کی ضرورت نہیں رہتی مگر چونکہ آپ خلقی طور پر حلیم و رحیم پیدا ہوئے تھے حدیث المسلم من سلم المسلمون من یدہ ولسانہ ہر وقت پیش نظر تھی حضرت نے اپنی پوری کوشش اور پورے جہد کو اس بارہ میں صرف کیا کہ انلوگوں کے ساتھ کیا کرنا چاہیے نہ اس لحاظ سے کہ کسیطرح کا آپکو اسمیں شک یا تردد ہو